اکتوبر
2023ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ (القرآن:54)

ماہنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)
ربیع الاوّل : 1445ھ
شمارہ : 10
اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ ۲۷ سورۃ القمر)
اکتوبر : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت : مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور : ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون : اندرونِ ملک 700 روپے

معمول کا شمارہ : 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6778561

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی
طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

عنوان	مصنف	نمبر	صفحہ
قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات		1	3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		2	6
حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	3	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	انجینئر مختار فاروقیؒ	4	9
ختمِ نبوت ـــــ حضرت محمد ﷺ کی خصوصی شان	حافظ عطاء الرحمٰن	5	21
خدمتِ خلق اور اُسوۂ رسول ﷺ	پروفیسر خلیل الرحمٰن	6	28
سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (11)	انجینئر فیضان حسن	7	38
معیشت، سیاست اور نظامِ عدل کو تباہ کرنے.....	محمد منظور انور	8	47
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	عبداللہ ابراہیم	9	52
سالانہ رپورٹ انجمن		10	59

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02)	اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ	آیات
سورة البقرة	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	250-249

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ قَالَ

غرض جب طالوت فوجیں لے کر روانہ ہوا تو اس نے (ان سے) کہا

When Talut marched forth, with the army , He said:

اِنَّ اللّٰہَ مُبۡتَلِیۡکُمۡ بِنَہَرٍ

اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے

“Indeed Allah is going to test you, at a river.

فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡہُ فَلَیۡسَ مِنِّیۡ

جو شخص اس میں سے پانی پی لے گا (اس کی نسبت تصور کیا جائے گا کہ) وہ میرا نہیں

Whoever drinks from it: He will no more be mine

(i.e. no longer in my army).

وَمَنۡ لَّمۡ یَطۡعَمۡہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡۤ

اور جو نہ پیئے گا وہ (سمجھا جائے گا کہ) میرا ہے،

But one, who does not take water,

to quench his thirst He would indeed be mine,

اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَةً بِیَدِهٖ

ہاں اگر کوئی ہاتھ سے چلو بھر پانی لے لے (تو خیر)

One who just takes a sip or so,

from a hollow of his hand will not be excluded."

فَشَرِبُوۡا مِنۡهُ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّنۡهُمۡ

(جب وہ لوگ نہر پر پہنچے) تو چند شخصوں کے سوا سب نے پانی پی لیا

They all took water from it, except a few of them.

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ

پھر جب طالوت اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے

So when Talut and his believing companions crossed the river,

قَالُوۡا لَا طَاقَةَ لَنَا الۡیَوۡمَ بِجَالُوۡتَ وَ جُنُوۡدِهٖ

تو کہنے لگے کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں

They said, "We don't have any power at all,

to fight against Jalut (Goliath) and his forces, today."

قَالَ الَّذِیۡنَ یَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوا اللّٰهِ

جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کو اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ کہنے لگے کہ

And those who were certain: that they

are going to meet Allah, said:

کَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِیۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً کَثِیۡرَةًۢ بِاِذۡنِ اللّٰهِ

بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے

"How many a little company: has overcome

a huge number, With Allah's permission!"

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

اور اللہ استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے

And Allah is with the enduring ones.

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا

اور جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے میں آئے تو (اللہ سے) دعا کی کہ

And when they advanced to face Jalut
(Goliath) and his forces, They prayed,

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

اے پروردگار! ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ

“Our lord! Pour onto us, perseverance (i.e. fill our hearts
with consistence); And make our foothold sure,

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾

اور ہمیں (لشکر) کفار پر فتح یاب کر

And help us against the disbelievers.”

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنّم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خُم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا اِستادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ

جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا

اِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا،

تو آپ ان میں سے آسان تر کو اختیار کرتے تھے، جب تک کہ وہ کوئی گناہ نہ ہوتا

فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ،

اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس سے دور رہتے تھے

وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِنَفْسِهٖ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی بدلہ نہیں لیا

اِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ،

سوائے اس کے کہ جب اللہ تعالیٰ کی حرمت کو پامال کیا جاتا

فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا بدلہ لیتے تھے

(متفق علیه)

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

ویسے تو ہر دن اور ہر مہینہ ہی آنحضور ﷺ کے تذکرے کے لیے ہے مگر ربیع الاوّل کا مہینہ خاص طور پر آپ ﷺ کے ذکر کے لیے مخصوص ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ کے تذکرے کے ساتھ ہی آپ پر درود و سلام بھی جڑا ہے۔ یہ وہ عبادت ہے کہ جس کی کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں کی ہے۔ بندۂ مومن اس عبادت میں جتنا اضافہ کرے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس کے غم و حزن سے کفایت کرے گا اور اس کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔

آپ ﷺ کا تذکرہ دو انداز سے ہے: ایک یہ کہ آپ ﷺ کے مقام، کردار، اطوار، انوار و افکار وغیرہ کا تذکرہ کیا جائے اور دوسرا انداز یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ تو سب سے بلند ہے ہی ـــــ اپنے اندر غور و فکر کیا جائے کہ ہم آنحضور ﷺ کے ساتھ تعلق میں کہاں کھڑے ہیں۔ اپنا جائزہ لے لیا جائے کہ کیا آنحضور ﷺ ہمیں بطور اُمتی قبول بھی کریں گے یا ''لَیْسَ مِنَّا'' (یہ ہم میں سے نہیں ہیں) کہہ کر منہ پھیر لیں گے۔

پہلے انداز کا تذکرہ تو آپ کو عام ملے گا۔ ماہِ ربیع الاوّل پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک روزانہ ایسی سینکڑوں محافل منعقد ہوں گی جن میں آپ ﷺ کی سیرت بیان ہوگی، بلند شان کا تذکرہ ہوگا، محاسن اور محامد سنائے جائیں گے، آپ ﷺ کی زلفوں اور رخسار کی بات ہوگی، آپ ﷺ کا اُمت کے لیے رؤف و رحیم اور رحمۃٌ للعالمین ہونا بیان کیا جائے گا۔ تقاریر

اور بیانات ان باتوں سے بھرے ہوں گے۔ مزید براں نعت خواں حضرات انہی باتوں کو اشعار میں بیان کریں گے اور سامعین جھوم اٹھیں گے، آنحضور ﷺ سے محبت کے اظہار میں نعرے لگائے جائیں گے، صلوٰۃ وسلام بھیجے جائیں گے۔ مخلوقِ خدا کے لیے لنگر کا انتظام ہوگا۔ قرعہ اندازی سے عمرے کے ٹکٹ بانٹے جائیں گے۔ برقی قمقموں سے شامیانے آراستہ ہوں گے۔ الغرض ___ پہلے انداز کا تذکرہ بھرپور طریقے سے ہوگا اور لوگ مطمئن گھر لوٹیں گے کہ آنحضور ﷺ سے تعلق کا حق ادا ہو گیا۔

مگر ___ افسوس تو یہ ہے کہ ___ شاید ہی ان محافل میں اس دوسرے انداز سے اپنے آپ کو جانچنے کی بات ہو اور اہل اسلام اور اہل ایمان کو اس بات کی ترغیب دلائی جائے کہ وہ آنحضور ﷺ سے اپنے تعلق پر نگاہ ڈالیں، غلامانِ رسول اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی عملاً اختیار کرنے کی طرف توجہ کریں، محبانِ رسول اپنے محبوب ﷺ کی ہر ہر ادا کو اپنانے کو تیار ہوں ___ اس جانب توجہ کم ہی دلائی جائے گی۔ حالانکہ امت کی آخرت کی کامیابی تو ہے ہی اس دوسرے انداز سے اپنے آپ کو جانچنے میں ___ دنیا میں عزت و وقار بھی آپ ﷺ کی کامل اطاعت واتباع میں ہی ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امت کے پیشواؤں اور پیروکاروں کو آنحضور ﷺ سے صحیح معنوں میں وفاداری کا تعلق جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

عقل ہے تیری سِپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہاں گیر تری
ماسِوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُورَةُ البَقَرَة

آیات 265 تا 266

گزشتہ آیات میں اُن لوگوں کا تذکرہ ہوا جو دکھاوے کے لیے خرچ کرنے والے یا خرچ کر کے احسان جتانے اور تکلیف پہنچانے والے ہیں، اب اس کے مقابلے میں وہ لوگ جو نیک نیتی سے اور خلوص کے ساتھ خرچ کرنے والے ہیں ان کا کتنا اعزاز ہے اس کا بھی اللہ نے تذکرہ فرما دیا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے

وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ اور اپنے دلوں کو ثبات دلانے کے لیے

اللہ نے ہر انسان کے دل میں نیکی اور بدی کا جذبہ ڈالا ہے اور نیکی کر کے انسان کو سکون ملتا ہے اور برائی کر کے انسان کو پشیمانی ہوتی ہے دل میں کھٹکا (guilty conscience) پیدا ہوتا ہے تو یہ لوگ اللہ کی رضا جوئی کے لیے اور دل کی تسکین اور سکونِ قلب کے لیے پیسہ خرچ کرتے ہیں۔

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ ان کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک باغ ہو ذرا بلند زمین پر

ربوہ کا معنی ہے ٹیلہ، چھوٹی سی بلند زمین جہاں پر سبزہ ہو ہریالی ہو۔

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ اگر اس پر زور کا مینہ پڑے تو وہ دوگنا پھل دے

یہ جیسے پوٹھوہار کا علاقہ ہے اوپر باغ ہے اور نیچے ندی نالے ہوتے ہیں تو وہ ندی نالے کا پانی اس باغ میں جو کاشت کی ہوئی چیز ہے اس کی جڑوں میں پہنچتا ہے، پانی دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، اسی natural irrigation سے ان کی فصلیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر زیادہ بارش ہوگی تو وہ زمین زیادہ سیراب ہوگی اور وہ باغ دوگنا پھل دے گا۔

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ اور اگر بارش زور کی نہ پڑے تو پھوار ہی کافی ہے

یعنی ہلکی بارش ہو جائے تو بھی وہ زمین کچھ نہ کچھ پھل دے جائے گی۔

یہ مثال ہے ان لوگوں کی جو خلوص کے ساتھ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ ان کی عبادت میں بھی خلوص ہو، کوئی دکھاوا مقصود نہ ہو۔ ان کو دگنا چوگنا اجر ملے گا اور اگر اس میں کوئی تھوڑی بہت کمی رہ بھی گئی تو اکہرا اجر تو کہیں گیا ہی نہیں۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے

اصل فیصلہ کون کرے گا کہ کس نے کس حال میں خرچ کیا؟ اللہ خود بھی دیکھ رہا ہے اور کراماً کاتبین بھی لکھ رہے ہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ ریکارڈ کر رہا ہے۔ وہاں جو کچھ بھی ہوگا آدمی اس کا انکار نہیں کر سکے گا۔

ایک اور مثال بھی اللہ نے دی ہے یہ ان لوگوں کی ہے جو بالکل خرچ نہیں کرتے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ کیا تم میں سے کسی آدمی کو یہ اچھا لگتا ہے کہ اس کا ایک باغ ہو

یعنی آمدن کا کوئی ذریعہ ہو۔ پرانے زمانے میں باغات کا تصور تھا اور یہی آمدن کے ذرائع ہوتے تھے۔ آج کے دور میں آمدن کے جو ذرائع ہیں اس کا بھی کہا جاسکتا ہے کہ کسی کا کوئی بڑا کارخانہ ہو، کوئی بڑی فیکٹری ہو، کوئی بڑا کاروبار ہو کہ جہاں سے اس کو کمائی حاصل ہو رہی ہے۔ بہر حال اُس وقت کی جو مثال ہے کہ ایک بہت بڑا باغ ہے

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ اس میں کھجور کے درخت اور انگور کی بیلیں ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اس میں پانی کی نہریں بہتی ہیں

اس میں پھر آبپاشی کا انتظام (irrigation system) بھی خوب ہے۔ وہ باغ سال بہ سال خوب پھل دیتا ہے۔

لَهٗ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اس کو اس باغ میں اور بھی ہر طرح کے میوے حاصل ہوں

وَ اَصَابَهُ الۡكِبَرُ اور اس پر بڑھاپا طاری ہو جائے

جس آدمی کا وہ باغ ہے اس نے اس میں برس ہا برس سے بڑی محنت کی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ فصل تو سال میں یا چھ مہینوں میں ہو جاتی ہے لیکن باغ میں جو پودا لگایا ہے وہ تو کہیں سالوں بعد جا کر پھل دیتا ہے۔ اس آدمی نے اس باغ کو بنانے میں اپنی ساری جوانی لگا دی، ساری ادھیڑ عمر لگا دی اور اب وہ بوڑھا ہو چکا ہے بال سفید ہو گئے اب جانے کی تیاری ہے۔

وَ لَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ اور اس کے بچے چھوٹے ہوں

بڑی پیاری مثال ہے کہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ابھی وہ باغ سنبھالنے کے قابل بھی نہیں ہیں۔

فَاَصَابَهَاۤ اِعۡصَارٌ فِيۡهِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ پھر اس باغ پر تیز ہوا چل جائے جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل کر راکھ ہو جائے

اس آدمی کو کتنی حسرت ہوگی کہ ساری زندگی میں نے محنت کی اور وہ محنت برباد ہوگئی، میری اولاد کے کام بھی نہیں آئی۔ بچے چھوٹے ہیں وہ تو یتیم اور فقیر ہو گئے اس لیے کہ وہ اب دوبارہ باغ کہاں سے لگائیں گے اس کو پھر ایک طویل عرصہ چاہیے میں نے ان کے لیے جو محنت کی تھی وہ تو ضائع چلی گئی۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ ۝۲۶۶ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں تمہارے لیے واضح کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو

کہ تم اس دنیا میں جو کچھ چھوڑ کر جا رہے ہو یا خرچ کر رہے ہو تو دکھاوے کا کر رہے ہو لوگوں پر احسان جتلا رہے ہو تو وہ نظر آ رہا ہے حقیقت میں کچھ نہیں ہے جب اللہ کے ہاں پہنچو گے تو اس کا کچھ بدلا تمہیں ملنے والا نہیں ہے یہ جو جھوٹ موٹ کی نیکی ہے یہ تو ایسے ہی ہے کہ باغ میں ایک ہی آندھی آئی اور وہ جل کر راکھ ہو گیا جب وہاں آخرت میں پہنچو گے تو حسرت کے سوا کچھ

حاصل نہیں ہوگا۔ اگر چاہتے ہو کہ وہاں یہ حسرت نہ ہو تو یہاں خلوص کے ساتھ خرچ کرو جیسے قرآن مجید میں حکم دیا جارہا ہے جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے احادیث میں فرمایا ہے اس طریقے پر خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ اسی لیے بار بار واضح کر رہا ہے کہ خرچ کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے اس میں غور کرو اور اس طریقے کو اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

آیات 267 تا 274

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ اے ایمان والو! خرچ کرو (اللہ کے راستے میں) ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں

كَسَبَ کا لفظ قرآن مجید میں عام طور پر ان اعمال کے لیے آتا ہے جو ہم آخرت کے لیے کماتے ہیں۔ یہاں یہ اس محنت کے لیے آیا ہے جو ہم دنیا کے لیے کمائی کر رہے ہیں۔ جیسے حدیث میں الفاظ آتے ہیں کہ اَلۡكَاسِبُ حَبِيۡبُ اللّٰهِ (محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے) تو اسی معنی میں یہاں بھی آیا ہے کہ جو تم دنیا میں کمائی کرتے ہو اس میں سے پاکیزہ اور اچھی چیزیں اللہ کے راستے میں خرچ کرو، ردی چیزیں اللہ کے لیے نہ دو۔

وَ مِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے

زمین سے جو فصلیں ہوتی ہیں اس میں سے بھی جو اللہ کے راستے میں دینا ہو تو پاکیزہ چیز دو۔ ایک تو کاروباری مال ہے اس میں سے زکوٰۃ دی جاتی ہے اور ایک زمین کی پیداوار ہے اس میں سے عُشر یا نصف عُشر دیا جاتا ہے۔ اللہ نے دونوں کا ذکر کر دیا کہ جب کبھی ایسا موقع آئے تو اچھی چیزیں اللہ کے لیے دو۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی کا کھجور کا باغ ہے جب اس کا پھل آیا تو آدمی نے اچھی کھجوریں الگ کر لیں اور گھٹیا کو الٹی کی الگ کر لیں اور جو اللہ کے راستے میں عشر دینا ہے وہ گھٹیا کھجوروں میں سے دے دیا کہ چلو اللہ کو ایسے پر ہی ٹرخا لو تو یہ اللہ کو ناپسند ہے۔ اللہ دیکھ رہا ہے اور وہ تمہاری نیت سے واقف ہے۔

وَ لَا تَيَمَّمُوا الۡخَبِيۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ اور تم اس میں سے گندی چیز کا قصد نہ کرو کہ اس کو خرچ کرو

وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ اور تم خود وہ لینے والے نہیں ہو سوائے اس کے کہ تم اس میں چشم پوشی کرو

تم سوچو کہ آج تم دینے کی پوزیشن میں ہو، کبھی تم لینے کی پوزیشن میں ہو اور تمہیں ایسا گھٹیا مال دیا جائے تو تم خوشدلی سے اس کو لوگے؟ کبھی بھی آدمی نہیں لے سکتا۔ کوئی مجبور شخص ہی ہوگا جو گھٹیا مال لے گا۔ اللہ کے راستے میں جو دینا ہے وہ صحیح مال دیا جائے اچھا مال دیا جائے بلکہ بہتر مال دیا جائے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس آدمی سے پوچھے گا جس کو مال دیا تھا کہ میں تمہارے پاس آیا تھا میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہیں دیا تھا، میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑے نہیں پہنائے، بندہ کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ، اے اللہ! آپ کو تو بھوک لگتی ہی نہیں ہے، آپ کو تو لباس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ فرمائے گا وہ فلاں آدمی فلاں وقت تیرے پاس مانگنے آیا تھا وہ بھوکا تھا وہ گویا میں ہی تھا اگر تم اس کو دیتے تو وہ میرے ہی پاس پہنچنا تھا وہ جو تمہارے پاس مانگنے آیا تھا اس کو تم دیتے تو مجھے ہی دیتے اور وہ جو آدمی لباس کے لیے تمہارے پاس آیا تھا تم نے اس کو ٹرخا دیا تو وہ میں ہی تھا اس کو تم لباس دیتے تو وہ مجھے ہی دیتے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے: اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ (تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے)۔

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اور جان رکھو کہ اللہ غنی ہے حمید ہے

پھر لفظ غنی آ گیا کہ تم فقیر کو نہیں دے رہے اصل میں اللہ کو دے رہے ہو اور اللہ غنی ہے۔ آیت الکرسی میں ہم پڑھ آئے ہیں کہ اس کو تمہارے مال کی کوئی احتیاج نہیں ہے۔ جو تم دے رہے ہو وہ تو تمہارے اپنے فائدے کے لیے ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ شیطان تمہیں ڈراتا ہے تنگدستی سے

کہ اللہ کے راستے میں اتنا دے دو گے تو خود کیا کھاؤ گے، تمہارے بچوں کے مستقبل کا کیا ہوگا؟ وہ تنگدستی سے تمہیں ڈراتا رہتا ہے

وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ اور مشورہ یا حکم دیتا رہتا ہے تمہیں بے حیائی کے کاموں کا

یَـاْمُـرُ کا معنی مشورہ بھی ہوتا ہے، حکم بھی ہوتا ہے۔ اگر دل میں بے حیائی کے کام کا خیال آئے تو وہ رحمانی خیال نہیں ہو سکتا وہ تو شیطانی خیال ہی ہے۔ شیطان تو صرف فقر سے

ڈراتا ہے حقیقت اس میں کچھ نہیں۔

وَ اللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا اور اللہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اپنی مغفرت اور فضل کا

ایک طرف اللہ کا پختہ وعدہ ہے کہ تم میرے راستے میں خرچ کرو میں تمہیں اس کا بدلہ دوں گا، دوگنا چوگنا کر کے دوں گا۔ دوسری طرف شیطان صرف ڈرا رہا ہے کہ دوسروں پر خرچ کرو گے تو خود فقیر ہو جاؤ گے۔ اب ان دونوں میں سے آدمی کس کا کہنا مانتا ہے یہ تو اس کی اپنی چوائس ہے اور اسی کے مطابق بدلہ ملے گا۔ جو آدمی شیطان کے کہنے پر چل پڑے اور اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرے اور امید رکھے کہ اللہ اسے بخش دے گا تو ایں خیال است ومحال است وجنوں۔ ہاں وہ شیطان کے ڈراوے کو ردّ کر دے اور اللہ کہنے پر چل پڑے تو اس کے لیے آخرت میں بخشش کا سامان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے خوش نصیب لوگوں میں سے کرے۔

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وہ عطا کرتا ہے حکمت (دانائی) جس کو چاہتا ہے

حکمت کا لفظ جو یہاں آیا ہے اس میں بھی حکمت ہے کہ جس کو یہ سیدھا راستہ مل جائے جو اس کی صحیح تہہ تک پہنچ جائے کہ یہ مال واقعتاً اللہ کے راستے میں، دکھاوے کے بغیر، خالصتاً اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرنا چاہیے، یوں سمجھئے کہ اس کو دانائی کی بات مل گئی ہے بڑی حکمت اس کو ہاتھ آئی ہے یہ حکمت کے موتی ہیں جو اس کو مل گئے ہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے یعنی جو یہ راستہ اختیار کرے گا حکمت کی تلاش کرے گا اسی کو حکمت ملے گی بن تلاش کیے تو کسی کو نہیں ملتی۔

وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور جس کو یہ حکمت عطا کر دی جائے اس کو تو بہت بڑی خیر مل گئی

دین میں کون سی چیز اہمیت رکھتی ہے، کون سی چیز دوسرے درجے کی ہے اور یہ انفاق کی دین میں کتنی اہمیت ہے جس کو یہ حکمت مل گئی یہ دین کی باتیں مل گئیں اس کو بہت زیادہ خیر حاصل ہوگئی۔

وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ اور نصیحت نہیں حاصل کرتے مگر عقل والے

ان دو رکوعوں میں جو کچھ سنایا گیا ہے اس پر کان وہی دھریں گے جو عقل والے ہیں جو سوچنے سمجھنے

والے ہیں دوسرے لوگ تو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیں گے۔

وَ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَۃٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے خیرات میں سے یا پوری کرو گے کوئی نذر جو اللہ کے لیے تم نے مان لی تھی

فَاِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُہٗ تو اللہ اس کو جانتا ہے

اس میں کوئی ڈھنڈورا پیٹنے یا مسجد میں اعلان کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے لیے تم نے دیا اللہ کو معلوم ہو گیا، اس نے تمہیں رجسٹر میں درج بھی کر لیا تو اللہ اس کو خوب جانتا ہے

وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوگا

اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ہِیَ اگر تم ظاہر کر کے صدقہ خیرات دو تو یہ اچھا ہے

اگر صدقہ وخیرات لوگوں کو دکھا کر کیا جائے تو اس کے بھی دو فائدے تو ہو جائیں گے: ایک یہ کہ کچھ غریبوں کا فائدہ ہو جائے گا ان کے گھر مال پہنچ جائے گا اور دوسرا یہ کہ اس کو دیکھ کر شاید کسی اور کو بھی خرچ کی توفیق مل جائے۔ لہٰذا صدقہ وخیرات ظاہر کر کے دینا بھی ٹھیک ہے۔

وَ اِنۡ تُخۡفُوۡہَا وَ تُؤۡتُوۡہَا الۡفُقَرَآءَ اور اگر تم ان کو چھپا کر خرچ کرو اور وہ فقیروں کو پہنچاؤ

ان کو مانگنے کی نوبت نہیں آنی چاہیے کہ وہ تمہارا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہوں

فَہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وہ تمہارے لیے بہتر ہے

اگر ظاہر کر کے دو تو اس کے بارے میں فرمایا کہ ’’وہ اچھا ہے‘‘ اور اگر چھپا کر دو تو فرمایا ’’وہ تمہارے لیے بہتر ہے‘‘۔ وہ جو اللہ کے راستے میں پیسہ خرچ کر کے ایک تربیت ہونی چاہیے، روحانی بالیدگی اور ترفع حاصل ہونا چاہیے، نیکی کا کام کر کے اندر ایک خوشی ہونی چاہیے وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم چھپا کر اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ اور یہ سارا فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا تذکرہ ہو رہا ہے یعنی دین کے غلبے کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اللہ کے دین کے غلبے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کے پاس مالی جدوجہد کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرنا وہ الگ ہے۔

وَ یُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِکُمۡ اور اللہ تعالیٰ دور کر دے گا تمہارے کچھ گناہ

وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۲۷۱﴾ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس کو جو تم کرتے ہو

کہ تم کتنی نیک نیتی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔

لَیۡسَ عَلَیۡکَ ھُدٰىھُمۡ (اے نبی ﷺ!) آپ کے ذمے نہیں ہے لوگوں کو ہدایت پر لانا

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ بلکہ اللہ راہ پر لاتا ہے جس کو چاہتا ہے

نبی ﷺ کے ذمے صرف اتنا ہی ہے کہ لوگوں تک پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں بڑا احسان کیا ہے کہ ہمارے لیے یہ آسان ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھے گا کہ تمہارے جو رشتہ دار تھے تم ساری زندگی ان کو نہیں سمجھا سکے، تمہارے ہوتے ہوئے تمہارا بھائی، تمہارا چچا، تمہارا فلاں رشتہ دار یہ سب جہنم جا رہے تھے تم ان کو سیدھے راستہ پر کیوں نہیں لے کر آئے؟ بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے ان تک دین کا پیغام پہنچا دیا تھا؟ ہم کہیں گے: جی ہاں، ہم اپنی حد تک پہنچاتے رہے۔ اس پر کہا جائے گا کہ تم بری الذمہ ہو، اب وہ جانیں اور اللہ جانے۔ اسی طریقے پر نبی اکرم ﷺ کو اللہ نے اس کا مکلّف نہیں ٹھہرایا کہ لازماً لوگوں کو ہدایت دے کر آنی ہے۔ اگر یہ سوال ہوتا تو ہم میں سے کسی کا پاس ہونا ناممکن تھا۔ یہ ہمارے لیے آسان پرچہ ہے کہ ہم کہہ دیں کہ اے اللہ! ہم نے تو پہنچا دیا تھا، ہم نے اپنی پوری کوشش کر دی تھی آگے انہوں نے مانا یا نہیں مانا، کچھ کیا یا نہیں کیا، یہ اللہ تو جانے اور وہ جانیں، آپ ان سے پوچھ لیجیے کہ انہوں نے کیوں نہیں کیا؟ اگر ہم اسی تبلیغ کا حق ہی ادا کر دیں تو اسی پر ہماری، میری اور آپ کی بخشش کا سامان ہو جائے گا۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ اور تم نے جو کچھ اپنے مال سے خرچ کیا سو وہ تمہارے اپنے ہی واسطے ہے

اس کا فائدہ تمہیں ہی پہنچنے والا ہے۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ اللّٰہِ اور تم خرچ کرو گے اللہ ہی کی رضا جوئی کے لیے

اس میں بھی تمہارا ہی فائدہ ہے۔

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡکُمۡ اور جو کچھ خرچ کرو گے خیرات میں سے اس کا بھرپور بدلہ تمہیں دیا جائے گا

یہ خرچ کرنے کا بار بار ذکر آ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہم کام ہے اس کی ضرورت ہے جو

آ گے پیش آنے والی ہے۔

وَ اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۲﴾ اور تمہاری حق تلفی نہیں ہوگی

یہ نہیں ہے کہ تم کہو کہ ہم نے تو بہت خرچ کیا تھا اللہ نے کچھ بدلہ نہیں دیا اللہ تعالیٰ وہ سارا نوٹ کرے گا حساب رکھے گا اور اس کا بڑھا چڑھا کر تمہیں بدلہ عطا فرمائے گا۔

آ گے سارے مضمون کا کلائمیکس ہے کہ فی سبیل اللہ جو خرچ کرنا ہے اس پر ساری گفتگو کرنے کے بعد جو اس کی مجسم شکل سامنے لائی جارہی ہے وہ ان الفاظ میں ہے

لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ خرچ کرنا ہے ان حاجتمندوں کے لیے جو اللہ کے راستے میں گھر گئے ہیں

جو لوگ اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کے غلبے کے لیے کام کر رہے ہیں اور اپنی معاشی جدوجہد کرنے کا ان کے پاس وقت نہیں ہے کہ اگر وہ اپنا وقت اور صلاحیت ادھر لگائیں گے تو پھر دین کا کام ان سے کیسے ہوگا انہوں نے اپنے آپ کو دین کے کام کے لیے مختص کر لیا ہے، فرمایا: تمہارا خرچ کرنا ان کے لیے ہے۔

لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ وہ زمین میں بھاگ دوڑ نہیں کر سکتے

اپنی معاشی ضرورت کے لیے وقت نہیں دے سکتے

يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ناواقف آدمی ان کو ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے مال دار سمجھتا ہے

وہ اپنی عزت نفس کے لیے لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور ہر ایک کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا لیتے بلکہ ان کی ظاہری سفید پوشی کے اعتبار سے لوگ ان کو کھاتے پیتے لوگ سمجھتے ہیں۔

تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ان کے چہرے مہرے سے آپ انہیں پہچان لیں گے

یعنی اگر غور کریں گے تو ان کے چہروں سے محسوس ہو جائے گا کہ بظاہر تو یہ آدمی مالدار لگ رہا ہے لیکن حقیقت میں وہ ضرورت مند ہے۔

لَا يَسۡـئَلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے

یہ 'اِلحاف' کا لفظ لحاف سے بنا ہے بمعنی چمٹ جانا وہ لوگوں کے پیچھے نہیں لگ جاتے کہ گھر کے

دروازے تک پہنچ گئے اور کچھ نہ کچھ اس سے لے کر ہی رہے۔ یہ تو آپ کو خود تلاش کرنا پڑے گا کہ ایسے لوگ کہاں ہیں اور اگر وہ قبول کرلیں تو ان کا احسان ماننا ہوگا۔

وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۷۳﴾ اور جو کچھ خرچ کرو گے خیر میں سے تو اللہ تعالیٰ اُس سے خوب واقف ہے

وہ ضائع نہیں جائے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں ریکارڈ ہو جائے گا اور اس کا بدلہ ملے گا۔

اس آیت میں فقراء کا ذکر آیا ہے ﴿لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾ ''یہ خرچ کرنا اُن فقراء کے لیے ہے جو اللہ کے راستے میں گھر گئے ہیں''۔ فقر کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک فقر وہ ہے جس سے فقیر لفظ آج کل مانگنے والے کے لیے بولا جاتا ہے یعنی جو محنت سے جی چرانا چاہتے ہیں اور baggery (گداگری) کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ایک فقر دوسرا ہے، جسے علامہ اقبال نے کہا ہے: ع سماں اَلۡفَقۡرُ فَخۡرِیۡ کا رہا شانِ امارت میں، یعنی مسلمانوں کے اسلاف کی امتیازی شان یہ تھی کہ وہ حکمران ہو کر بھی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی گزارتے تھے۔ یہ وہ فقر ہے جو خود اختیاری فقر کہلاتا ہے۔ ایک فقر مجبوری کا ہوتا ہے کہ کوئی صلاحیت نہیں ہے، کوئی ہنر نہیں آتا، کوئی کام کر نہیں سکتے یا کچھ کرنا نہیں چاہتے لہٰذا مانگ رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی بہت سادہ زندگی گزاری ہے۔ حالانکہ آپ اچھا بھلا کاروبار کرتے تھے لیکن اِجرائے وحی اور نبوت کے بعد پھر سارا وقت اللہ کے دین کے لیے ہی لگ رہا تھا، کاروبار کے لیے وقت کہاں سے نکالتے۔ اگر کاروبار کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے، اس وقت بھی آپ کا امپورٹ اور ایکسپورٹ کا ہی کاروبار تھا اور بہت بڑے درجے پر تھا۔ یہ خود اختیاری فقر کوئی صلاحیتوں کے عدم موجودگی یا ہنر کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اس فقر کو رسول اللہ ﷺ نے بھی اختیار کیا ہے۔ آپ فرماتے تھے: **مَا لِیۡ وَلِلدُّنۡيَا؟ وَمَا اَنَا وَالدُّنۡيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسۡتَظَلَّ تَحۡتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا** (ترمذی) ''مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ میرا دنیا سے واسطہ اتنا ہی ہے جیسے کوئی مسافر راستے میں کسی درخت کے نیچے سائے میں ٹھیرے اور پھر چلا جائے اور اس کو چھوڑ دے''۔ یہ خود اختیاری فقر بہت اعلیٰ درجے کی چیز ہے اور اسی کا اس آیت میں ذکر ہے کہ وہ لوگ جو خود اختیاری فقر اختیار کیے ہوئے ہیں اور وہ سفید پوشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں آپ ان کو

ان کے چہروں سے پہچان لوگے، وہ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے، ان تک پہنچانا اُن صاحب حیثیت لوگوں کی ذمہ داری ہے جن کو اللہ نے مال دے رکھا ہے وہ خود تلاش کر کے اُن تک پہنچائیں اور اگر وہ قبول کرلیں تو ان کا احسان مانیں کہ انہوں نے قبول کرلیا ہے۔

آگے سورۃ البقرہ کا اڑتیسواں رکوع ہے اس میں اس چیز کا ذکر ہے کہ اگر صاحب حیثیت اور پیسے والے لوگ اپنا مال فی سبیل اللہ یعنی دین کے لیے خرچ نہیں کریں گے تو وہ مال کہاں جائے گا؟ اس مال کو مزید مال بنانے کا ذریعہ بنایا جائے گا۔ یہی Alternate (متبادل) طریقہ ہے اور تو کوئی نہیں ہے۔ یہ پیسہ جو اللہ کے دین کے غلبے کے لیے، اللہ کے دین کی نشرواشاعت کے لیے لگنا چاہیے تھا اگر اپنے ہدف اور صحیح مقام تک نہیں پہنچتا تو یہ پیسہ Accumulate (اکٹھا) ہوتا ہے پھر سودی کاروبار کی شکل اختیار کرتا ہے کہ اسی پیسے کو مزید پیسہ بنانے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور آدمی کے اپنے وسائل تو محدود ہوتے ہیں پھر بغیر محنت کے پیسہ ہی پیسے کو کماتا چلا جاتا ہے۔ یہ نظام دنیا میں چلتا ہے۔اس رکوع میں سود کی حرمت کا بیان ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ وہ لوگ جو رات دن اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے رہتے ہیں

راتوں کو بھی خرچ کرتے ہیں اور دن کو بھی یعنی مسلسل خرچ کررہے ہیں جب کوئی خرچ کرنے کا موقع آتا ہے تو وہ پیچھے نہیں ہٹتے، جتنی اللہ نے وسعت دے رکھی ہے اتنا وہ خرچ کرتے ہیں

سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً چھپ کر بھی اور علانیہ طور پر بھی

چار dimensions کا ذکر ہوا: دن میں، رات میں، چھپے میں اور علانیہ طور پر۔ جتنے طریقے ممکن ہوسکتے ہیں ہر طریقے پر خرچ کررہے ہیں

فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ان کے لیے ہے ان کا اجر ان کے رب کے پاس

وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

خوف ہوتا ہے مستقبل کا۔ ایمان ہے تو کوئی مستقبل کا خوف نہیں۔ ہم اللہ کے ماننے والے ہیں اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا وہ اللہ ہی کے حکم سے ہوگا لہٰذا ہمیں تو کوئی خوف نہیں اور جو کچھ ماضی میں ہوا وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوا۔ کسی دشمن کے کرنے سے نہیں ہوا، کسی شریکے کی وجہ

سے نہیں ہوا لہٰذا جو کچھ ہوا وہ اللہ کے حکم سے ہوا اور اللہ ہمارا نقصان نہیں کرتا اگر ہم اللہ کا کہنا ماننے والے ہیں اللہ کے حکموں پر چلنے والے ہیں تو اللہ ہمیں let-down (مایوس) نہیں کرے گا، وہ ہمیں دشمن کے حوالے نہیں کرے گا، چاہے ہمیں بھلا نظر نہ آ رہا ہو لیکن اللہ ہمارے ساتھ بھلا ہی کرے گا خیر ہی کرے گا۔ بِيَدِهِ الْخَيْرُ اللہ کے ہاتھ میں تو خیر ہی خیر ہے۔

کبھی آپ قرآن مجید میں تلاش کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کن کن مواقع پر یہ آیت کا ٹکڑا ساتھ ذکر کیا ہے ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں ہم پڑھ آئے کہ اللہ نے فرمایا کہ اب تم دنیا میں چلے جاؤ ﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ﴾ یعنی جب میری طرف سے تمہاری طرف ہدایت آئے گی تو جو اللہ کی ہدایت کی پیروی کرے گا تو یہ نتیجہ نکلے گا ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾۔ ایک اور جگہ پر قرآن مجید میں فرمایا گیا ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ جو اللہ کے دوست ہوتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوتا ہے نہ حزن وملال ہوتا ہے۔ اور یہاں پر بھی ہے اور بھی جگہ پر ہے۔ گویا کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں وہ بھی، اور جو لوگ اللہ کے دین پر چلتے ہیں وہ بھی، اور جو اللہ کے دوست ہیں وہ بھی، یہ ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں، یہ ایک ہی لوگ ہیں جو خرچ کرنے والے ہیں۔ انہیں کو آپ مومن کہہ لیجیے، انہیں کو آپ اللہ کے ولی کہہ لیجیے، انہیں کو اللہ کے دین پر چلنے والے کہہ لیجیے۔ اور جو لوگ اس کو بائی پاس کر کے چلتے ہیں کہ خرچ نہ کرنا پڑے اور اس کے سوا ان سے کوئی عبادات کروالو، تسبیحات کرالو، کچھ اور کروالو اور ان کو آخرت مل جائے تو یہ قرآن مجید کے مفہوم کو Distort کرنے والی بات ہے۔

جو لوگ خرچ کر رہے ہیں ان کا تو اللہ کے ہاں اجر ہے اور جو لوگ خرچ نہیں کر رہے ان کی کیا صورت حال ہے؟ آگے اس کا ذکر ہے۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا، زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

درسِ حدیث

ختمِ نبوت

حضرت محمد ﷺ کی ایک خصوصی شان

حافظ عطاء الرحمٰن

عَنْ اَبِیْ هُرَیرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَ أَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُوْنَ بِهٖ وَ یَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَ یَقُولُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ :فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (صحیح بخاری)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر تعمیر کیا اور اس کو خوبصورت بنایا اور اس کو ہر طرح سے سجایا لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اب لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر خوش ہو کر تعجب کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں‘‘۔

ہمارے آقا سیّد المرسلین، خاتم النّبیین، رحمت للّعالمین، محبوب ربّ العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ عَلَیْهِ اُلُوْفُ الصَّلَوَاتِ وَ التَّسْلِیْمَات کی شانیں اور آپ کی عظمت کے پہلو بے شمار ہیں اور ہر شان اور عظمت کا ہر پہلو ایسا ہے کہ اس کو کماحقہٗ بیان کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں۔

آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ، محاسن اور کمالات بیان کرنے والا شخص آخر میں یہی اعتراف کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعریف اور مدح کا حق ادا نہیں ہوسکا۔ اردو کے کسی شاعر نے کہا ہے:

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

آپ ﷺ کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں، یعنی آپ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ ایک حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دنیا میں بھیجے ہیں۔ سب سے پہلے نبی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کے بعد دنیا کے مختلف علاقوں اور قوموں میں انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور نبوت و رسالت اور وحی کا ایک سنہری سلسلہ چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے حضرات نوح، ادریس، ہود، صالح، ایوب، الیاس، ابراہیم، لوط، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، شعیب، موسیٰ، ہارون، داوٗد، سلیمان، عزیر، یونس، زکریا، یحیٰ، عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات اور ان کے علاوہ ہزاروں نبی بھیجے تا آنکہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر اللہ ربّ العزت نے ہر طرح کی نبوت اور وحی کا سلسلہ منقطع کرکے ختمِ نبوت کا تاج آپ کے سر پر رکھ دیا اور اپنی کتابِ عزیز فرقانِ حمید میں یہ اعلان کردیا کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

'ختمِ نبوت' میں لفظ ختم کا مفہوم دو طرح سے بیان کیا جاتا ہے: ایک یہ کہ نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم (end) ہوگیا۔ جیسے کسی آدمی کے پاس جیب میں کچھ پیسے ہوں وہ ان کو خرچ کرتا رہے تو بالآخر وہ سب ختم جائیں۔ اسی طرح انبیاء کرام تشریف لاتے رہے یہاں تک کہ جتنے نبی آنے تھے سب آ گئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس مفہوم کو آپ ﷺ نے ایک حدیث اس طرح بیان فرمایا ہے اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ ختمِ نبوت کا دوسرا مفہوم یہ کہ حضور ﷺ پر نبوت کی تکمیل ہوگئی۔ جیسے کسی مکان کی تعمیر شروع کی جائے اور تعمیر کے سارے مراحل ایک ایک کرکے مکمل کیے جائیں اور بالآخر ساری تعمیر مکمل ہوجائے تو کہا جاتا ہے کہ تعمیر کا کام ختم ہوگیا یعنی آخر تک مکمل ہوگیا۔ شروع میں درج حدیث مبارکہ سے ختم نبوت کا یہ دوسرا مفہوم واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بعثت انبیاء کا ایک سلسلہ شروع کیا

اور ہر زمانہ کے انسانوں کی استعداد اور صلاحیت کے مطابق ان پر ہدایات نازل فرمائیں۔ جیسے جیسے زمانے کے حالات بدلتے رہے اور انسان تجرباتی علوم میں ترقی کرتے رہے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کو ہدایات دے کر بھیجتا رہا اور جب انسانیت شعوری طور پر اپنے کمال کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ بھی کامل کر کے ختم کر دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ

بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے جو انبیاء (علیہم السلام) تشریف لائے ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی نے

بَنٰی بَیْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَ أَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ

ایک گھر تعمیر کیا پھر اس نے اس گھر کو خوبصورت بنایا اور اس کو ہر طرح سے سجایا سوائے ایک کونے میں ایک اینٹ کے (کہ اس نے اس کی جگہ چھوڑ دی)

فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُوْنَ بِهٖ وَ یَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَ یَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟

اب لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی سے خوش ہو کر تعجب کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی؟

مثال دے کر بات کرنے میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں، ایک یہ کہ اس طرح بات آسانی سے اور جلدی سمجھ میں آجاتی ہے۔ تاجدارِ ختم نبوت ﷺ نے اپنی اس خصوصی شان کو ایک مثال دے کر سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے انبیاء کے سلسلے کو ختم کیا ہے اور جو شریعتیں مجھ سے پہلے نازل ہوئیں وہ اگرچہ اپنے دور کے لوگوں کے لیے کافی تھیں لیکن مجموعی حیثیت سے ان میں جو کمی رکھی گئی تھی وہ اللہ نے میرے ذریعے سے پوری کی ہے۔ فرمایا کہ مثال کے طور پر ایک آدمی نے ایک عالی شان مکان تعمیر کیا اور اس کو ہر طرح سے آراستہ پیراستہ کیا لیکن اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ نہیں لگائی۔ اب اس مکان کی دیواریں، اس کا فرش، اس کی چھت، اس کے ستون اور اس کا لان اور اس کا ساز و سامان غرض ہر چیز جب لوگ دیکھتے ہیں تو تعجب سے کہتے ہیں: واہ واہ! اس کے کیا ہی کہنے! سب کچھ بہت ہی اچھا ہے اور کمال کا ہے۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابھی یہ عمارت مکمل نہیں ہوئی کیونکہ یہاں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے، اگر یہ بھی

رکھ دی جاتی تو عمارت مکمل ہو جاتی۔ یہ مثال ہے آپ ﷺ سے پہلے تک کے انبیاء کرام علیہم السلام کی۔

قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

آپ ﷺ نے فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔

یعنی میری مثال اس اینٹ کی طرح ہے جس کو رکھ دینے سے عمارت مکمل ہوگئی، اس میں جو کمی باقی تھی وہ میرے ذریعے پوری کردی گئی اب اس میں مزید کسی اینٹ کی گنجائش نہیں رہی اور مجھے خاتم النّبیین بنا کر بھیج دیا گیا۔ اس مثال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا چمکتا دمکتا سلسلہ ایک ایسی سنہری زنجیر کی طرح ہے جس کے سارے کڑے بہت خوبصورت بھی ہیں اور آپس میں ملے ہوئے اور مضبوطی سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے بھی ہیں۔

یہاں لفظ 'خَاتَم' (تاء پر زبر) کا معنی ہے ختم کرنے کا آلہ یا مہر۔ جیسے کسی معاہدہ کی تحریر کے آخر میں دستخط کر کے مہر لگائی جاتی ہے جو اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ اس تحریر میں جو کچھ درج ہوگیا اس میں اب نہ کوئی کمی کی جاسکتی ہے اور نہ اضافہ۔ اسی طرح آپ ﷺ کے خاتم النّبیین (نبیوں کی مہر) ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے جتنے نبی مبعوث فرمائے ان سب پر ہی ایمان لانا ضروری ہے اور ان کے علاوہ کسی کو اس سلسلہ میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد دنیا میں آنے والا کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ کذّاب، جھوٹا اور دھوکے باز ہوگا۔

علماء نے لکھا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن مجید کی ایک سو آیات سے ثابت ہے۔ اور کسی بات کو بطور عقیدہ تسلیم کرنے کے لیے قرآن کی ایک آیت بھی کافی ہے۔ اس کے علاوہ دو سو سے زائد احادیث سے بھی آپ ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ثابت ہے۔

قرآن مجید کی آیات میں سے سب سے زیادہ مشہور آیت سورۂ احزاب کی 40 نمبر آیت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

''محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں''۔

اور سورۂ مائدہ کی آیت 03 میں ارشاد ہے:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کرلیا ہے''۔

جب آپ ﷺ کے ذریعے دین اور شریعت مکمل ہو چکا ہے تو اب کسی اور نبی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مزید براں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت اپنے ذمے لی ہے، لہٰذا دین محفوظ بھی ہے۔ اس لیے بھی کسی نبی کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔

قرآن مجید میں متعدد بار یہ حکم آیا ہے جیسا کہ سورۂ نساء کی آیت 136 میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اُتاری ہے اور ہر اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی''۔

یہاں پہلے نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ہے اور بعد کا ذکر ہی نہیں ہے، کیونکہ بعد میں کوئی کتاب یا رسول آئے گا ہی نہیں، ورنہ قرآن میں کہیں اس کا بھی ذکر ہوتا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّهٗ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، (ترمذی)۔ ''بے شک میری اُمت میں تیس بڑے جھوٹے شخص ظاہر ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں: بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، ''نبی اکرم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر تھی اور آپ خاتم النّبیین ہیں''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ (دارمی) ''میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں اور اس پر

کوئی فخر نہیں، میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی اور اس پر کوئی فخر نہیں''

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَـا آخِـرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ (ابن ماجہ) ''میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں اور تم سب امتوں میں آخری اُمت ہو''۔

قرآن وسنت کے نقلی دلائل کے علاوہ علماء نے عقیدۂ ختم نبوت پر عقلی دلائل بھی دیے ہیں۔ ان دلائل سے یہ عقیدہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن اسلام کے دشمن، شیاطین الجن والانس جہاں اسلام کے خلاف ہر وقت سازشیں کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، وہیں وہ اسلام کے اس عقیدہ کے خلاف بھی سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اس عقیدہ کے خلاف سازش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی اسود عنسی نے اور مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔

اسود عنسی یمن کا رہنے والا ایک بدصورت، کالا اور شعبدہ باز شخص تھا اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت تسلیم کرنے پر مجبور کرنے لگا اور اس نے مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی اور کئی مسلمانوں کو شہید کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے یمن کے مسلمانوں کو اس کے خلاف جہاد کا حکم دیا۔ وہاں کے مسلمانوں نے مشورہ کر کے ایک منصوبہ بنایا پھر حضرت فیروز دیلمی نقب لگا کر اس کے محل میں داخل ہوئے اور اس کو قتل کر کے اس فتنے کا خاتمہ کر دیا۔

مسیلمہ کذاب نے یمامہ کے علاقہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی اور ہر طرف سے اُٹھنے والے فتنوں کا سدباب کرنے میں مصروف ہو گئے تو ان دنوں مسیلمہ کذاب نے چالیس ہزار کا جنگجو لشکر تیار کر لیا اور اس کی جھوٹی نبوت کو تسلیم نہ کرنے والوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں ایک بہت بڑا لشکر یمامہ روانہ کیا۔ اس لشکر نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے مسلسل کئی دن تک جہاد کیا،

اور اتنی خون ریز جنگ ہوئی کہ اہل مدینہ کہتے ہیں: ''بخدا! ہم نے ایسی جنگ نہ پہلے کبھی لڑی، نہ بعد میں لڑی''۔ جنگ کے دوران میں مسیلمہ کذاب نے اپنے لوگوں کو تہہ تیغ ہوتا دیکھا تو میدان سے بھاگ کر بنو حنیفہ کے باغ کے قلعہ میں چھپ گیا، مسلمانوں نے باغ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں اتنا خون بہا کہ اس باغ کا نام ہی 'حدیقۃ الموت' (موت کا باغ) رکھ دیا گیا۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر بہت بڑی شجاعت دکھائی آپ دیوار پر چڑھ کر قلعہ میں کود گئے اور تنہا ہزاروں کے لشکر سے مقابلہ کر کے اندر سے قلعہ کا دروازہ کھول دیا، مسلمان اندر داخل ہو گئے، ان کافروں کو تہہ تیغ کیا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کا تعاقب کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور اس فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔ اس جنگ میں بارہ سو مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا (اس سے قبل کسی جنگ میں شہداء کی اتنی بڑی تعداد نہیں ہوئی تھی) ان شہداء میں صحابہ کرام اور حفاظِ قرآن کی ایک بڑی تعداد بھی شامل ہے۔

اس کے بعد بھی جب اور جہاں کہیں ایسے کذاب لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے مسلمانوں نے ان کے خاتمہ کی بھرپور جدوجہد کی۔ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں اقتدار تھا تو بزورِ قوت ان فتنوں کی سرکوبی کر دی گئی۔ جب اقتدار کی قوت نہ رہی تو علمی میدان میں اہل علم نے ان فتنوں کا بھرپور تعاقب کیا اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا۔ آج بھی اسی قسم کا قادیانی فتنہ ___ اسلام دشمنی میں بہت سرگرم ہے، وقت کی دوسری اسلام دشمن طاقتیں بھی اس کو سہارا دے رہی ہیں۔ مسلمان عوام وخواص اور علماء کرام اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے علمی وعملی میدان میں ہر ممکن جدوجہد کر رہے ہیں۔ کاش کہ آج اقتدار کی قوت تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وفادار اور مخلص مسلمانوں کے ہاتھ میں ہوتی تو اس فتنے کا بھی جڑ سے خاتمہ ہو جاتا۔ ایسے فتنوں اور دیگر اسلام مخالف سرگرمیوں کے خاتمے کی کوشش کرنا اور اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین اسلام، اپنی کتابِ فرقان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا وفادار بنائے اور اپنی رضا کے مطابق ان کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین

خدمتِ خلق اور اُسوۂ رسول ﷺ

پروفیسر خلیل الرحمٰن
پرنسپل (ر) ڈگری کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ

سورۃ الحج کی آیت 77 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ الحج: 77)

''اے ایمان کے دعویدارو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور خیر کے کام کرو تاکہ تم فلاح پاؤ''۔

اس آیت میں اہل ایمان کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اگر تم دنیا اور آخرت میں کامیابی اور فلاح سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو تمہیں ایمان کے تقاضے پورے کرنا ہوں گے۔ ان میں رکوع اور سجدہ سے مراد نماز ہے، اس لیے کہ یہ نماز کے ارکان ہیں اور نماز ارکانِ اسلام کا رکن رکین ہے۔ لٰہذا ایمان کا اوّلین تقاضا ہے ارکانِ اسلام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی پابندی۔ اگلا تقاضا ہے عبادتِ رب اور آخر میں ذکر ہے اَفعالِ خیر کا جس کو خدمت خلق کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔ اگر حقوق کے حوالے سے بات کی جائے تو اہل ایمان پر عائد دو حقوق ہیں:

1۔ حقوق اللہ میں عبادتِ رب

2۔ حقوق العباد میں خدمتِ خلق

عبادتِ رب کی ترغیب و تبلیغ تمام پیغمبر دیتے رہے۔ جیسے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

(سورۃ ہود میں 3 بار) یہی پیغام نبی آخر الزماں سیّد المرسلین ﷺ نے پوری نوع انسانی کو دیا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ O (البقرہ:21)

''اے لوگو! عبادت کرو اپنے اس رب (مالک) کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے جتنے لوگ گزرے ہیں (انہیں بھی پیدا کیا) تاکہ تم اللہ کی سزا سے بچ سکو۔''

اس لیے کہ یہی ہے مقصد جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ O (الذاریات:56)

''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

عبادتِ رب میں رکاوٹیں ہیں: ◉ ایک رکاوٹ انسان کی کمزوری نسیان ہے اس کا علاج نماز کی عبادت ہے، ◉ دوسری نفس امارہ ہے جو انسان کو برائی اور نافرمانی پر اُکساتا ہے اس کے حملوں کا بچاؤ کے لیے روزے کی عبادت ہے۔ ◉ تیسری رکاوٹ حُبِّ دنیا ہے جس کا مظہر مال کی محبت ہے اسے کم کرنے کے لیے زکوٰۃ کی عبادت ہے۔ اور حج ایک جامع عبادت ہے۔ تو اس طرح عبادتِ رب میں آسانی کے لیے ارکانِ اسلام میں عبادات کا نظام ہے۔

اَفعالِ خیر یعنی خدمتِ خلق کا تقاضا:

اس تقاضے کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں دل کی نرمی کا وصف ودیعت کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ انسان دوسرے انسانوں کے لیے خیر اور بھلائی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ نہ صرف انسانوں کے لیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کے لیے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل ہوا ہے:

مَنْ یُّحْرَمُ الرِّفْقَ، یُحْرَمُ الْخَیْرَ كُلَّهٗ (سنن ابی داوٗد، 4809)

''جو شخص دل کی نرمی سے محروم ہوا وہ سب بھلائیوں سے محروم ہوا''۔

بہترین لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ

''لوگوں میں بہترین وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی تعریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ (طبرانی)

''مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے سے اچھا سلوک کرے۔''

اگر اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو اس کے کنبے یعنی اس کی مخلوق سے بھی محبت ہو گی اور اس کا منطقی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی جائے۔

خدمت خلق کے تین پہلو:

1. دنیوی خدمتِ خلق
2. اُخروی خدمتِ خلق
3. عادلانہ نظام کا قیام

خدمت خلق کے ان پہلوؤں کے حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ کا مبارک اُسوہ کیا ہے؟

1 دنیوی خدمتِ خلق

دنیوی خدمت خلق ہے مخلوقِ خدا کی دنیاوی ضروریات پوری کرنا۔ یہ خدمت خلق کا آفاقی تصور ہے۔ ہر قوم اور ہر مذہب میں خدمت خلق کا یہ تصور موجود ہے۔ جیسے:

(i) بھوکے کو کھانا کھلانا (ii) پیاسوں کے لیے پانی کا بندوبست کرنا

(iii) بیماروں کے لیے علاج اور ادویات کا بندوبست کرنا (iv) ضرورت مندوں کو لباس مہیا کرنا

(v) یتیموں کی سرپرستی کرنا (vi) بیواؤں کی خدمت کرنا

خدمت خلق کا یہ تصور ہر سلیم الفطرت انسان میں ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس کا مذہب کیا ہے، اس کی قوم کیا ہے، اس کا تعلق کس ملک سے ہے۔

خدمت خلق کے یہی اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں نیکی کے اعمال قرار پائیں گے اگر محرکِ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُخروی فلاح ہے۔ علاوہ ازیں وہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنت سے مطابقت رکھتا ہو۔ یہ تصور البقرہ 177 میں دیا گیا ہے۔

صحیح مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص کسی مومن کی دنیوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف رفع کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف رفع فرمائے گا۔ جو شخص کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لیے آسانی فرمائے گا___ اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے''۔

سیرتِ طیبہ میں دنیوی خدمت خلق کا تذکرہ:

حضور ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان، آپ ہی کو مخاطب کرتے ہوئے یوں ہے: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء:107)

''اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر''

بنی نوع انسان پر آپ ﷺ کی رحمت اور خدمت و خیر خواہی کا ذکر تو بالعموم ہوتا ہے لیکن ان کی خدمت و خیر خواہی کا اظہار اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات جیسے حیوانات کے لیے بھی ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ کسی ضرورت سے ایک طرف چلے گئے۔ اس دوران ہم نے ایک چھوٹی سی سرخ چڑیا کو دیکھا جس کے ساتھ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ اس چڑیا کو غافل پا کر ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور جب چڑیا واپس آئی تو اپنے پروں کو پھڑ پھڑانے لگی اور زمین سے قریب ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ اسی دوران جب نبی ﷺ واپس تشریف لائے تو یہ منظر دیکھ کر فرمایا: اس (چڑیا) کے بچوں کو لے کر کس نے اسے دکھ دیا ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا۔ جب اس اُونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آواز نکالنے لگا اور اس کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور جب آپ ﷺ نے اس کی گدی پر ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری آیا اور کہنے لگا کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ!) یہ میرا اُونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ جانور جس کا تجھے اللہ نے مالک بنایا ہے

اس کے بارے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام میں تھکا دیتے ہو۔''

خدمت خلق کے جذبے سے آپ ﷺ نے اپنی شادی سے پہلے 20 برس کی عمر میں ایک تنظیم حلف الفضول میں شرکت فرمائی۔ اس میں شریک افراد کا ایک معاہدہ تھا کہ مظلوموں کی مدد کریں گے، لوگوں کو ان کے حقوق دلوائیں گے خواہ مدد کے ضرورت مند مکے کے ہوں یا باہر کے۔ شرف رسالت سے مشرف ہونے کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدہ میں شریک ہوا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اُونٹ بھی پسند نہیں۔

شادی کے بعد آغاز وحی سے قبل کا ایک واقعہ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں تحریر کیا ہے۔ اس وقت زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال گھر میں موجود تھا۔ ایک دن آپ ﷺ مکے سے باہر گئے وہاں ایک قافلہ قیام پذیر دیکھا جس کی حالت نہایت خستہ تھی خیمے پھٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ واپس گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر اس قافلے کی خستہ حالی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''میرے پاس کچھ ہوتا تو انہیں دیتا''۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ اس کے مال کو جو گھر میں موجود ہے محمد ﷺ اپنا مال نہیں سمجھتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے گھر کا مال صحن میں ڈھیر کر دیا اور مکے کے سرداروں کو بلایا اور ان کی موجودگی میں اعلان فرمایا: ''مکے کے سردارو! گواہ ہو جاؤ۔ یہ سارا مال محمد ﷺ کا ہے''۔ آپ ﷺ نے یہ سارا مال ضرورت مندوں پر خرچ کر دیا۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ مکہ میں ایک تاجر آیا اور ابوجہل نے اس سے بہت سا مال و اسباب خریدا لیکن پیسے نہیں دیے۔ اب وہ بے چارہ لوگوں سے فریاد کرتا پھر رہا تھا لیکن کوئی اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوا۔ ایک جگہ پر بہت سے سردار بیٹھے ہوئے تھے، وہ تاجر ان کے پاس گیا اور ان سے فریاد کی کہ ابوجہل میری رقم نہیں دے رہا تو انہیں شرارت سوجھی۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو وہاں نماز پڑھ رہا ہے اس کے پاس جاؤ وہ تمہارا مال دلوا سکتا ہے۔ وہ شخص نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ تھے۔ تاجر نے حضور اکرم ﷺ کے پاس جا کر ساری بات بتائی اور مدد کی درخواست کی۔ ابوجہل کے بارے میں یہ بات سب جانتے تھے کہ وہ حضور ﷺ کا بدترین دشمن ہے، اس کے باوجود آپ ﷺ اس تاجر کے ساتھ ابوجہل کے گھر گئے اور دروازے پر دستک دی۔ ابوجہل باہر آیا

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مال اسے ادا کرو۔ وہ خاموشی کے ساتھ فوراً اندر گیا اور مال لا کر اسے دے دیا۔ یہ رعب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو دیا تھا۔ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: **بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ** (صحیح بخاری: 7273) ''میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے''۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت خلق اور اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی:

پہلی وحی پر آپ ﷺ پر ایک دہشت کی کیفیت تھی، گھر آئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: **زَمِّلُوْنِيْ، زَمِّلُوْنِيْ** (مجھے کمبل اوڑھا دو) فرمایا: **خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ** (مجھے تو اپنی جان کا اندیشہ ہے) اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ یتیموں کی سرپرستی کرتے ہیں، بیواؤں کی خبر گیری کرتے ہیں، مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

2 اُخروی خدمتِ خلق

خدمت خلق کا دوسرا پہلو ہے لوگوں کی اُخروی زندگی کو سنوارنا۔ اس پہلو کا تعلق اسلام اور ایمان سے ہے۔ ایمان ہمیں بتاتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، ایک امتحانی وقفہ ہے۔ یہاں کیے گئے اعمال کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔ اچھے اور صالح اعمال کا اچھا بدلہ اور برے اعمال کا برا بدلہ ملے گا۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو دائمی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت: 64)

''اور یہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کا گھر ہی یقیناً اصل زندگی ہے کاش کہ انہیں معلوم ہوتا۔''

ایک سوال: اگر آپ نے اس دنیا کی زندگی میں کسی کے پیٹ میں لگی ہوئی بھوک کی آگ تو بجھا دی، اسے کھانا مہیا کر دیا لیکن جس راستے پر وہ چل رہا ہے اس پر اُخروی زندگی میں وہ جہنم کا ایندھن بننے والا ہے۔ کیا آپ نے اس آگ سے اسے بچانے کا کچھ فکر کیا؟

اگر یقین ہے کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور اصل کامیابی آخرت میں جہنم کی

آگ سے بچ جانا ہے ـــــ جیسا کہ آل عمران 185 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ ''پس جو کوئی جہنم کی آگ سے بچا لیا گیا اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا۔'' ـــــ تو اصل خدمتِ خلق یہ ہے کہ لوگوں کی آخرت سنوارنے کی فکر کی جائے۔ اسے اس راستے کی طرف بلایا جائے جس پر چل کر اسے ابدی راحت مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی شروع ہونے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی اُخروی زندگی کی فلاح کو ترجیح دی۔

ایک تمثیل بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی مانند ہے جس نے آگ جلائی اور پتنگے اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ آدمی ان کو اس آگ سے ہٹانے لگا پس میں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر تم کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گھستے ہو''۔ (مسند احمد)

سورۃ التحریم آیت نمبر 6 میں رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

اسی حکم کی تعمیل میں حضور ﷺ اپنے گھر کی خواتین کا نام لے کر پکارتے تھے: يَا فَاطِمَةُ بنت محمد، أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، ''اے فاطمہ، محمد ﷺ کی لختِ جگر! اپنے آپ کو آگ سے بچانے کی کوشش کرو اس لیے کہ مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے دن) کوئی اختیار نہیں ہوگا'' ـــــ یعنی قیامت کے دن اس لیے نہیں نجات پا سکو گی کہ محمد ﷺ کی بیٹی ہو۔ يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، ''اے صفیہ، اللہ کے رسول کی پھوپھی! اپنے آپ کو آگ سے بچانے کی کوشش کرو اس لیے کہ (روزِ قیامت) مجھے تمہارے بارے میں کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

اسی طرح جب حکم ہوا: وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (الشعراء:214) ''اور خبردار کیجیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو'' تو اس حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ نے اپنے خاندان بنو ہاشم کی دو بار دعوتِ طعام کی اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی دعوت دی۔

3 اعلیٰ ترین خدمتِ خلق: عادلانہ نظام کا قیام

انسانی زندگی میں اگر اجتماعی نظام ظالمانہ اور غیر منصفانہ ہے تو لوگوں پر ظلم ہوگا، انہیں ان کے حقوق نہیں ملیں گے، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہوگی جس کے نتیجے میں ایک طرف تو دولت کے انبار لگتے جاتے ہیں اور دوسری طرف انسانوں کی اکثریت زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہوتی ہے۔امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس مسئلے کا عارضی حل یہ ہے کہ نظام جوں کا توں برقرار رکھا جائے اور جو اس نظام کی وجہ سے بھوک کا شکار ہو گئے ہیں ان کو کھلایا جائے، ایسے مراکز کھولے جائیں جہاں غریب لوگوں کو کھانا کھلایا جائے۔لیکن اس سے یہ بھوک ختم نہیں ہوتی، مظلوموں کو ظلم سے بچانے کی جدوجہد کرنے سے ظلم ختم نہیں ہوتا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جس معاشرے میں تقسیمِ دولت کا نظام غلط ہو اس میں امیر لوگ امیر تر اور غریب لوگ غریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔اس طرح انسانوں کی ایک بڑی تعداد حیوانات کی سطح تک گر جاتی ہے۔انہیں اپنا سارا وقت، ساری محنت اور ساری صلاحیتیں دو وقت کی روٹی کے حصول میں صرف کرنا پڑتی ہیں۔اب ظاہر بات ہے ان لوگوں میں کوئی اعلیٰ خیال کہاں سے آئے گا۔“

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ فقر و احتیاج، یہ بھوک انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے“۔(شعب الایمان)

دولت مند طبقہ اپنی دولت کے نشے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے غافل رہتا ہے۔فکر آخرت سے غافل اور روحانی سکون سے محروم رہتا ہے۔دوسری طرف غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکر آخرت کی تیاری سے بیگانہ رکھتی ہے۔اس طرح دونوں گروہوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد ہو جاتی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ لگ بھگ 40 سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت گزینی محبوب ہوگئی، گھر میں انتہائی محبوب، خیر خواہ اور مخلص زوجہ محترمہ موجود ہیں، ان کی رفاقت کے باوجود آپ کو کوئی ایسی فکر لاحق تھی کہ کئی کئی دن گھر سے باہر ایک غار، جو

غارِحراء سے موسوم ہے اس میں قیام پذیر رہتے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی عبادت کی کیفیت تفکر و اعتبار پر مبنی تھی۔ یہ غور وفکر کہ نوع انسانی اخلاق کے اعتبار سے کتنی پستی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ شرک کا دور دورہ ہے۔ معبود حقیقی سے لوگ اپنا رخ موڑ چکے ہیں۔ ظلم اور نا انصافی ہے۔ مظلوموں کی مدد سے ظلم کا خاتمہ نہیں ہو رہا ــــ بھوکوں کو کھانا کھلانے سے بھوک ختم نہیں ہو رہی۔ کون سی عملی صورت ہے کہ معاشرے سے ظلم کا خاتمہ ہو۔ لوگوں کو عدل و انصاف میسر ہو۔ ان کی بنیادی ضروریات کی کفالت کا بندوبست ہو۔

آخر ایک روز اسی غار میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں، وحی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی آتی ہے اور آپ ﷺ کو انذار اور تکبیر رب کا حکم دیا جاتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُO قُمْ فَاَنْذِرْO وَرَبَّکَ فَکَبِّرْO (المدثر: 3-1)

''اے کپڑا اوڑھ کر لیٹنے والے! اُٹھیے اور (لوگوں کو) خبردار کیجیے اور اپنے رب کی کبریائی کا اعلان اور نفاذ کیجیے''۔

انذار و تبشیر سے آغاز کر کے اس نظام کے قیام و نفاذ کے لیے جدوجہد کیجیے جس میں رب تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل ہو رہی ہو ــــ یہی مقصد بعثت 'اظہار دین حق' کے نام سے بیان کیا گیا۔ سورۃ توبہ، سورۃ فتح اور سورۃ صف میں فرمایا گیا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو الہدیٰ (یعنی قرآن) اور دین حق دے کر تا کہ اسے غالب کر دیا جائے پورے کے پورے نظام زندگی پر۔''

یہی ہے نظام عدل وقسط جسے رسولوں کی بعثت کا مقصد قرار دیا گیا۔ الحدید 25 میں فرمایا گیا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

''بلا شبہ ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح تعلیمات اور معجزات کے ساتھ اور ہم نے نازل کیں ان کے ساتھ کتابیں اور میزان، تا کہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔''

میزان سے مراد ایسا نظام فکر و عمل جس میں توازن پایا جائے اور جس میں ہر ایک کے

حقوق واختیارات کا عدل کے ساتھ تعین ہو جائے۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خصوصی شان ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی دین حق یعنی دین اسلام کو غالب کر کے دکھا دیا۔ یہی عدل وانصاف پر مبنی نظامِ زندگی خلافت راشدہ میں، بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں، زندگی کے مختلف شعبوں میں قائم ونافذ ہوا اور دنیا نے اس کو دیکھا۔

اس کا مقصد لوگوں کے لیے پر امن اور سازگار ماحول مہیا کرنا ہے جس میں لوگوں کو بنیادی ضروریات بآسانی مہیا ہو رہی ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں زندگی گزارتے ہوئے اُخروی زندگی کی تیاری کر سکیں۔ اس طرح یہ اعلیٰ ترین خدمت خلق ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کر سکتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:21)

''یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ (کی ذات) میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ (یہ اُسوہ ہے) ہر شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو۔''

خدمت خلق کے اہم ترین پہلو کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے اُسوہ کو سامنے رکھیے۔ آپ ﷺ نے ایک عادلانہ نظام قائم کر کے دکھا دیا۔ دورِ حاضر میں مسلمانوں کی اکثریت دین کی مغلوبیت کی صورت میں زندگی گزار رہی ہے۔ استحصالی اور ظالمانہ نظام کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کما حقہٗ نہیں کی جا سکتی کسی نے بالکل درست کہا ہے:

؎ باطل کے اقتدار میں تقوے کی آرزو
کتنا حسین فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

اگر یہ احساس ہے کہ دین مغلوب ہے تو اس کے غلبے کی جدوجہد کے لیے طریق رسول ﷺ کو اختیار کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق سے ہمیں نوازے۔ آمین

قسط 11

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت
فصل دوم: حیاتیاتی قوانین۔تعارفی جائزہ و تشکیک

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

(الف) ڈارون کا نظریۂ ارتقاء

1۔ چارلس ڈارون (1809ء-1882ء) کا تعارف

چارلس ڈارون کا تعلق ایک ممتاز خاندان سے تھا، اس کا دادا ایراسمس ڈارون ایک بڑا فزیشن، ایک موجد اور ایک آزاد خیال مصنف تھا اِس کا سب سے بڑا کام نظریۂ ارتقا تھا لیکن غلطی سے اِس نے یہ محسوس کیا کہ اس کی تکمیل زندہ جسامت کی تقلیب کے باعث ہوتی ہے۔ چارلس کا دادا اپنی ماں جوزیا دیج ووڈ کی طرف سے صنعت کار تھا اور اس نے برتن بنانے کے کام کو دنیا میں متعارف کر دیا۔ چارلس کے والد کی خواہش تھی کہ وہ اپنے طب کے خاندانی پیشے کو اپنائے اس کیلئے اس نے چارلس ڈارون کو کلاسیکل سیکنڈری سکول اور بعد میں میڈیکل سکول ایڈن برگ یونیورسٹی میں داخل کروا دیا۔ چارلس نے ان دونوں جگہوں پر کوئی قابل قدر کارکردگی نہ دکھائی۔ کیونکہ اس کی دلچسپی بالکل اس کام میں نہ تھی اور وہ اپنے بہت سے دوسرے مشاغل میں وقت گزارتا تھا۔ چارلس نے ینگ ذوالوجسٹ کے کلب میں حصہ لیا اور بہت سی مہموں پر انگلینڈ کے سمندری اور صحرائی علاقوں کا مطالعاتی دورہ کیا۔ اس کے بعد چارلس کے گھر والوں نے اِسے پادری کے طور پر اپنا مستقبل بنانے کی خاطر کرائسٹ کالج بھیج دیا یہاں زیادہ تر اس کی توجہ نشانہ بازی اور دیگر غیر نصابی سرگرمیوں پر تھی لیکن پہلے کی نسبت اب وہ اپنے مستقبل کے بارے میں سنجیدہ ہو گیا تھا۔

2۔ نظریۂ ارتقاء ڈارون کے تخیل کی پیداوار:

نظریۂ ارتقاء پیش کرنے والا ایک انگریز غیر پیشہ ور نیچری یا فطرت پرست چارلس رابرٹ ڈارون تھا۔ ڈارون نے حیاتیات کی رسمی تعلیم کبھی بھی حاصل نہ کی تھی۔ اِسے نیچر یا فطرت اور جاندار چیزوں کے موضوع میں صرف شوقیہ حد تک دلچسپی تھی۔ اس کی یہ دلچسپی بڑھی تو اس نے رضا کارانہ طور پر ایک مہم میں شامل ہوکر "H.M.S.Beagle" نامی بحری جہاز کے ذریعے 1832ء میں انگلستان سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور پانچ برس کے عرصے میں دنیا کے مختلف خطے دیکھ ڈالے۔ ڈارون مختلف جانداروں کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ بالخصوص جزائر Galapagos میں نظر آنے والی سنہری چڑیوں نے اسے بہت متاثر کیا تھا۔ اس کے خیال میں ان کی چونچوں کا مختلف ہونا ان کے وطن یا جائے پیدائش کے مختلف ہونے کی وجہ سے تھا، جس کے مطابق یہ مختلف شکلوں میں ڈھل گئی تھیں۔ اس خیال کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس نے یہ فرض کرلیا تھا کہ زندگی کا آغاز اور جنداروں کی ابتدا اسی تصور''ماحول وجگہ سے مطابقت پذیری'' میں پوشیدہ ہے۔ ڈارون کے خیال میں مختلف جانداروں کو اللہ نے علیحدہ علیحدہ تخلیق نہیں کیا تھا بلکہ ان سب کا ایک ہی مشترکہ مورثِ اعلیٰ یا جدامجد تھا اور یہ بعد میں قدرتی حالات کے نتیجہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگئے تھے۔ ڈارون کے اس قیاس یا بے دلیل دعوے کی بنیاد کسی سائنسی دریافت یا تجربے پر مبنی نہ تھی۔ تاہم کچھ وقت گزرنے کے بعد اس نے اسے ایک جھوٹے دعوے پر منحصر نظریے کی شکل دے دی تھی، جس کے لئے اسے اپنے عہد کے مشہور مادہ پرست حیاتیات دانوں کی حمایت اور حوصلہ افزائی حاصل تھی۔ اس تصور کے مطابق افراد نے اپنے وطن اور جائے پیدائش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیا تھا اور پھر بہتر سے بہتر طور پر اپنی خوبیاں بعد میں آنے والی نسلوں کو منتقل کردی تھیں۔ یہ سودمند اوصاف وقت کے ساتھ ساتھ جمع ہوتے گئے اور انھوں نے ایک فرد کو اس کے آباء واجداد سے بالکل مختلف شکل میں ڈھال دیا تھا۔ ڈارون کی رائے میں اس میکانکی عمل کا نہایت ترقی یافتہ نتیجہ انسانی شکل میں سامنے آیا۔

ڈارون نے اس سارے عمل کو''ارتقاء بذریعہ فطری انتخاب'' کا نام دیا۔ اسے خیال گزرا کہ اس نے''جانداروں کی ابتدا'' کا راز معلوم کرلیا ہے اور یہ کہ ایک جاندار کی ابتدائے آفرینش کسی دوسرے جاندار سے ہوئی۔ اس نے ان خیالات کا اِظہار 1859ء میں اپنی کتاب

“The Origin of Species by means of natural selection”
”جانداروں کی ابتدا بذریعہ فطری انتخاب“ میں کیا تھا۔

اس نظریے کی تشکیل کے وقت ڈارون اپنے دور سے پہلے کے بہت سے ارتقا پسند حیاتیات دانوں سے متأثر ہوا ہوگا اور بالخصوص فرانسیسی حیاتیات دان Lamarck سے، جس کے خیال میں جاندار اپنی زندگی میں جو اوصاف اپناتے ہیں انھیں ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کر دیتے ہیں اور یوں یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر زرافہ کو دیکھئے جو چکارا کی قسم کے جانوروں سے ان کے اوصاف اپنی گردنیں زیادہ سے زیادہ پھیلا کر حاصل کرتا ہے اور یہ سلسلہ نسل درنسل چلتا رہتا ہے۔ ان کا یہ عمل ایسا ہی ہے جیسا کہ درختوں کی شاخوں سے خوراک حاصل کرنے کیلئے یہ اپنی گردنوں کو اونچا سے اونچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈارون نے ”حاصل کردہ اوصاف کی منتقلی“ کا نظریہ استعمال کیا ہے۔ جسے Lamarck نے ایک ایسے عنصر کے طور پر تجویز کیا تھا جو جاندار چیزوں کو ارتقائی عمل سے گزارتا ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ڈارون اور Lamarck دونوں نے ٹھوکر کھائی۔ کیونکہ ان کے عہد میں زندگی کا مطالعہ صرف بہت قدیم ٹیکنالوجی سے ایک نہایت ہی ناکافی سطح سے کیا جا سکتا ہے۔ سائنس میں جینیات اور حیاتیاتی کیمیا وغیرہ برائے نام بھی موجود نہ تھے اس لئے ان کے نظریات کا سارا انحصار ان کے تخیل کی قوتوں پر تھا۔

3۔ ڈارون ازم:

ڈارون کے نظریہ کے مطابق زندگی کی ابتدا اربوں سال پہلے سمندر کے کنارے پر پانی سے شروع ہوئی پھر اس سے نباتات اور مختلف انواع وجود میں آئیں۔ اس نظریہ کے مطابق زمین کے ہر جاندار کی بنیاد اور اکائی ایک ہی ہے۔ اس تدریجی ارتقائی سفر کے دوران کوئی ایسا نقطہ متعین نہیں کیا جا سکتا جہاں سے غیر انسانی حالت ختم ہو کر نوعِ انسانی کا آغاز ہوا ہو۔ اُنیسویں صدی عیسوی سے پہلے یہ ایک گمنام سا نظریہ تھا۔ اُنیسویں صدی عیسویں کے وسط (1859ء) میں چارلس ڈارون نے ایک کتاب ”اصل الانواع“ (The Origin of the species) لکھ کر اس نظریہ کو باضابطہ طور پر پیش کیا۔ اس نظریہ کو ماننے والوں میں بھی کافی اختلافات ہوئے۔ جانداروں کی انواع کا ذکر کرتے ہوئے ڈارون نے بندر اور انسان کو حس اور ادراک کی مشترکہ

خصوصیات کے پیش نظر ایک ہی نوع میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ انسان اور بندر کے آباء واجداد میں بہت زیادہ خصوصیات مشترک تھیں پھر انسان میں یہ خصوصیات ترقی پاتی گئیں اور انسان کی موجودہ شکل بن گئی۔ گویا یہ نظریہ انسان کو بندر کا چچا زاد بھائی قرار دیتا ہے لیکن کچھ انتہا پسندوں نے انسان کو بندر ہی کی اولاد قرار دے دیا۔ کچھ ان سے آگے بڑھ گئے اور انسانوں کی اس انداز میں گرہ بندی کر دی۔ (1) سفید فام انسان چمپینزی کی اولاد ہیں۔ (2) سیاہ فام انسانوں کا باپ گوریلا ہے۔ (3) لمبے سرخ ہاتھوں والے انسان، تکنان بندر کی اولاد ہیں۔

مؤرخین نے ان مختلف رنگوں پر مشتمل انسانی نسلوں کو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں حام، سام اور یافث کی اولاد قرار دیا تھا۔ کچھ مفکرین نے انسان کو بندر کی اولاد کہا ہے لیکن ان لوگوں کا یہ استدلال غلط ہے۔ اپنے اس نظریے کی دلیل میں یہ لوگ قرآن حکیم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔ جبکہ انسانوں کے بندر بننے کے واقعہ سے پہلے بھی دنیا میں بندر موجود تھے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ O (البقرۃ:65)

''اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے دن (مچھلی کا شکار کرنے) میں حد سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل وخوار بندر ہو جاؤ۔''

ڈارون نے اپنی پہلی کتاب " Origin of the species" کے بعد اصل انسان (Origin of man) اور پھر تسلسل انسانی (Decent of man) لکھ کر اپنے نظریے کی مزید تائید کی۔

4۔ ڈارونزم اور خلیوں کی اقسام:

ڈارونزم کے حامی لوگوں کے تصورات کے مطابق خلیوں کی دو اقسام ہیں: (1) بنیادی خلیے (2) ارتقائی خلیے۔ جبکہ جدید تحقیق سے یہ بات ملتی ہے کہ خلیوں کی یہ اقسام غیر حقیقی ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق خلیوں کی درج ذیل دو اقسام ہیں: (1) جنسی خلیے (2) جسمانی خلیے۔ تمام خلیوں کا تانا بانا ننانوے فی صد ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ خلیوں کے مابین فرق محض ان کے ریاضیاتی پروگراموں کی وجہ سے ہوتا ہے جسے کسی بھی طور پر ارتقائی نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً جگر کے کچھ خلیوں کا پروگرام صفراوی مادہ پیدا کرنا ہے۔ پودے میں پتے کے کچھ

خلیوں کا پروگرام آکسیجن کو عمل میں لانا ہے۔ ان کمپیوٹرائزڈ پروگراموں کے حامل خلیوں کو مختلف الانواع کام سرانجام دینے کی بنا پر کسی طور بھی بنیادی یا ارتقائی نہیں کہا جا سکتا۔ ان میں یہ صلاحیتیں بتدریج نہیں آئیں بلکہ ان کی تخلیق کے وقت سے موجود تھیں۔

سست رو ارتقائی عمل:

ڈارونزم کے مطابق ارتقائی عمل اور خصوصیات کی تبدیلی غیر محسوس اور عرصہ دراز پر محیط ہے۔ یہ عمل لاکھوں کروڑوں سالوں بعد وقوع پذیر ہوتا ہے لیکن اس نظریہ کے حامل لوگ 1965ء میں واقع ہونے والے اس واقعہ کی وضاحت نہیں کر پائے جب آئس لینڈ کے قریب زلزلہ آیا اور لاوا پھٹنے کے عمل سے ایک جزیرہ سرٹسے وجود میں آیا۔ اس کے سال بھر بعد اس جزیرے پر ہزاروں اقسام کے کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور پودے پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ اگر ارتقا کا سست رو عمل یہاں بھی اپنا قانون دکھاتا تو اس جزیرے پر ایک سال کے اندر اتنے جاندار پیدا نہ ہوتے اور مزید یہ کہ اس نئے ماحول کے ساتھ اتنی جلدی مطابقت پیدا نہ کر سکتے تھے۔ ایک سال کے قلیل عرصے میں ان کیڑے مکوڑوں اور حشرات کا بغیر ارتقائی عمل کے پیدا ہونا ڈارونزم کی نفی کرتا ہے۔

5۔ نظریہ ارتقا کے بنیادی اصول:

ڈارون نے اپنی کتاب (Origin of the species) میں اپنے نظریہ کو درج ذیل چار اصولوں پر استوار کیا ہے:

(1) تنازع للبقا (2) فطری انتخاب (3) ماحول سے ہم آہنگی (4) قانونِ وراثت

ا۔ تنازع للبقا: اس سے مراد زندگی کی بقا کے لئے کشمکش ہے تمام جاندار پیدائش کے بعد اپنی زندگی کی بقا کے لئے کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ اس کوشش کے دوران یہ جاندار خوراک اور دیگر سہولیات کے لئے دوسرے جانداروں سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کشمکش میں صرف وہ جاندار باقی رہ جاتے ہیں جو زیادہ مکمل اور طاقتور ہوتے ہیں۔ کمزور جاندار اس مقابلہ کے دوران ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال میں ڈارون لکھتا ہے: ''اگر کسی جنگل میں چند وحشی بیل گھاس چرتے ہوں تو ان میں سے طاقتور بیل گھاس پر قبضہ جما لیتے ہیں اور اس طرح مزید طاقتور ہو جاتے ہیں۔

ان کے ساتھ چرنے والے کمزور بیل خوراک کی نایابی کے باعث مزید کمزور ہوکر بالآخر ختم ہوجاتے ہیں۔'' اسی طرح تمام جاندار اپنی نسل کو باقی رکھتے ہیں طاقتور خوراک کے حصول میں کامیاب رہتے ہیں جبکہ کمزور رفتہ رفتہ معدوم ہوجاتے ہیں۔

۲۔ فطری انتخاب: نامساعد اور دشوار حالات میں جو جانور اپنا آپ بچا لیتے ہیں ان کی نسل باقی رہتی ہے۔مثلاً ایک جگہ سے گھاس وغیرہ ختم ہونے پر دوسری جگہ پر نقل مکانی کرتے ہوئے دشوار گزار راستوں کو عبور کر کے صرف وہی جانور نئی منزل پر پہنچتے ہیں جو طاقتور اور مضبوط ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو یہی جانور خطرات سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور کمزور خود بخود ختم ہوجاتے ہیں۔ گویا فطرت خود طاقتور اور مضبوط کو باقی رکھتی ہے اور کمزور اور ناقص کو ختم کر دیتی ہے۔اس چناؤ میں چونکہ قدرت خود ہی نسل کی بقا کے لئے کچھ جانوروں کو چن لیتی ہے لہٰذا اس عمل کو طبعی چناؤ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بھی دراصل پہلے مرحلے کی کڑی ہے جس میں طاقتور قدرتی چناؤ کے تحت باقی رہتے ہیں جبکہ کمزور کی نسل ختم ہوجاتی ہے۔ڈارون اس مرحلے کو قدرتی چناؤ کا نام دیتا ہے۔

۳۔ ماحول سے ہم آہنگی: ڈارون نے ماحول سے ہم آہنگی کا نظریہ لامارک سے لیا ہے۔اس کے مطابق اگر کسی ماحول میں جانوروں کی خوراک ختم ہوجائے تو وہ نئے ماحول کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں۔اس کی مثال اس انداز میں دی جاسکتی ہے کہ شیر گوشت خور جانور ہے،فطرت نے اس کی ضروریات کے پیش نظر اس کو نوکیلے دانت دیئے ہیں۔اگر شیر کو ایک طویل مدت تک گوشت نہ ملے تو اس کی دو ممکنہ صورتیں ہوسکتی ہیں:

(1) وہ بھوک سے مرجائے گا۔ (2) وہ نباتات کھانا شروع کر دے گا۔

اگر وہ نباتات کھانا شروع کر دے گا تو اس صورت میں اس کے نوکیلے دانت رفتہ رفتہ خود بخود ختم ہوجائیں گے اور ایسے نئے اعضا وجود میں آنا شروع ہوجائیں گے جو موجودہ ماحول کے مطابق ہوں گے،اس کی آنتیں بھی طویل ہوکر سبزی خور جانوروں کے مشابہ ہوجائیں گی۔اسی طرح اگر شیر کو خوراک ملنے کی واحد صورت یہ ہو کہ اسے خوراک کے حصول کے لئے درخت پر چڑھنا پڑجائے تو آہستہ آہستہ اس کے لئے ایسے اعضا پیدا ہونا شروع ہوجائیں گے کہ وہ درخت پر چڑھنے میں مدد دے سکیں۔اسی طرح باقی جانوروں اور انسانوں میں بھی پرانے اعضا ختم اور

ضروریات کے بقدر نئے اعضا وجود میں آجاتے ہیں۔

۴۔ قانونِ وراثت : ہیئت اور ماحول کے اختلاف کی وجہ سے جانوروں میں جو تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں وہ نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہیں۔حتیٰ کہ یہ اختلاف فروعی کی بجائے نوعی بن جاتا ہے۔ یہ نوعی اختلاف مستقل طور پر جانوروں میں موجود رہتا ہے اور اگلی نسلوں میں ایک نئی نوع کے وجود کا سبب بنتا ہے۔یوں جانوروں میں ارتقا کا عمل ہوتا ہے جو کہ انتہائی سست رفتار ہوتا ہے۔

یہ چار مراحل ڈارون کے نظریہ کا خلاصہ ہیں۔جو ڈارون کی زندگی میں بھی ایک نظریہ تھا اور آج بھی ایک نظریے سے آگے نہ بڑھ سکا۔اس نظریہ کو دلائل کی کوئی ٹھوس بنیاد مہیا نہ ہوسکی۔ اور یہ نظریہ قانون نہ بن سکا۔

6۔ڈارونزم کے مطابق انسان کے ارتقا کی مدت:

ڈارون کے نظریۂ ارتقا کے مطابق پانی سے انسان بننے تک کے مراحل کا عرصہ کچھ اس طرح ہے:۔

1۔ دو ارب سال پہلے سمندر کے کنارے پانی میں اکائی نمودار ہوئی۔یہ زندگی کا آغاز تھا۔

2۔ ساٹھ کروڑ سال پہلے کائی سے یک خلوی جاندار وجود میں آئے۔

3۔ ستاون کروڑ سال پہلے اسفنج اور سہ خلوی جاندار ظاہر ہوئے۔

4۔ پینتالیس کروڑ سال قبل پتوں کے بغیر پودے ظاہر ہوئے۔اسی دور میں ریڑھ کی ہڈی والے جانور بھی وجود میں آئے۔

5۔ تیس کروڑ سال پہلے مچھلیاں، کنکھجورے اور بڑے بڑے دلدلی جانور پیدا ہوئے۔یہ جانور چار فٹ لمبے اور 35 ٹن تک وزنی تھے۔

6۔ سترہ کروڑ سال پہلے بغیر دم کے بوزنے سیدھے ہوکر چلنے لگے۔

7۔ ستر لاکھ سال پہلے اس بغیر دم بوزنے کی ایک قسم سے پہلی انسانی نسل پیدا ہوئی۔

8۔ بیس لاکھ سال پہلے پہلی باشعور انسانی نسل پیدا ہوئی۔جس نے پتھر کا ہتھیار بنایا۔

9۔ اٹھارہ لاکھ سال پہلے اِس اِنسان میں ذہنی ارتقا ہوا اور غاروں میں رہنا شروع کیا۔

7۔قرآن اور نظریۂ ارتقاء:

علمائے تحقیق آفرینش انسانی سے متعلق اللہ تعالیٰ کے کلام کو سامنے رکھتے ہوئے اس حقیقت کا بھی صاف اعتراف کرتے ہیں کہ جس طرح زندگی پانی سے نمو و پا کر مختلف مرحلوں اور منزلوں سے گزرتی ہوئی اپنے اس کمال کو پہنچی کہ جسے آج انسانی ذات کہا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح کا ایک سلسلۂ ارتقا اللہ کی طرف سے اس کی قدرتِ کاملہ کی بدولت ماں کے رحم میں بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں انسان کی آفرینش کا نقشہ حسب ذیل کلمات میں یوں پیش کیا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍO ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍO ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَO

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے۔'' (المومنون:14-12)

عقل اور انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم تسلیم کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو ایک تدبیر سے ایک خاص مدت میں بتدریج پیدا کیا۔ سورۃ القیامہ میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰىO فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰىO اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِ ـيَ الْمَوْتٰىO

''پھر لوتھڑا ہوا پھر (اللہ نے) اس کو بنایا پھر (اس کے اعضا کو) درست کیا پھر اس کی دو قسمیں بنائیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت۔ کیا اس خالق کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟''

سورۃ الحجر میں ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍO وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِO

''اور ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا ہے اور جنوں کو اس سے بھی پہلے بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا۔''

سورۃ التین میں ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍO

''ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔''

مندرجہ بالا تمام آیات مبارکہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ انسان کی تخلیق تدریجاً ہوئی ہے اور قانونِ ارتقا ایک طرح سے امر ربی ہے۔ انسان قدرت کا شاہکار ہے اور انسان کمالِ انسانیت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ جو خالق کائنات ہے اس نے انسان میں کئی صلاحیتوں کو ودیعت کیا ہے۔ انسان میں زندگی کی حرکت بدرجہ اتم موجود ہے۔ اس لئے انسان میں ارتقاء کمال حد تک پہنچا ہوا ہے۔ انسان میں قدرت نے ارتقاء کا اعلیٰ ترین درجہ انسانیت رکھا ہے یعنی ذہن و دماغ کی صلاحیتیں، اعتدالِ مزاج، تہذیب وتمدن، عادات واطوار اور معاشرہ یہ انسانی ارتقاء کا معیار ہے۔ انسان میں قدرت نے ارتقا کا معیارِ انسانیت رکھا ہے۔ اعلیٰ ترین انسان اور اچھا شہری وہ ہے جو اس زندگی کو بے کار نہیں سمجھتا بلکہ اس کا کوئی اعلیٰ مقصد سمجھتا ہے اور اسی اعلیٰ مقصد کو اپنی منزل جانتے ہوئے اپنے اعمال اور اخلاق کو صالح اور اشرف بناتا ہے۔ شریعت نے اس اعلیٰ اور عظیم مقصد کو سعادت کہا ہے۔ یہی سعادت اس کی مکمل اور کامیاب زندگی ہے اور یہی اس کے لئے حد کمال ہے۔

مصادر و مراجع

1) ہارون یحییٰ، نظریۂ ارتقاء ایک فریب۔ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

2) طاہر القادری، ڈاکٹر، منہاج القرآن، ادارہ منہاج القرآن، لاہور

3) Haluk Nurbaki, Dr., Verses from the Holy Quran and the facts of science

4) مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، تیسیر القرآن

(جاری ہے)

معیشت، سیاست اور نظامِ عدل کو تباہ کرنے والی اشرافیہ،
خدا کے لیے قوم کے مستقبل کا خیال رکھیں

ابوفیصل محمد منظور انور

ے یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلا تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے اقبال

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام ایک معجزہ تھا جو رمضان المبارک کی 27 ویں شب رونما ہوا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی ریاست کے قیام کیلئے جو عوامل یا دنیوی اسباب درکار ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پاکستان کی پشت پر نہ تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ، کے نعرے میں اتنی کشش تھی کہ لاکھوں لوگ نئے ملک پاکستان کے نام پر اپنے گھر بار رشتہ دار تک سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ ریاست مدینہ کی طرز پر ایک نیا ملک بنے گا جس میں ہم دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگیاں گزاریں گے۔اور مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ کیا تھا کہ ایک آزاد الگ وطن مل جائے گا تو وہ مدینہ منورہ کی طرز کی ایک ریاست بنے گی جو امن کا گہوارا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلامی نظام عدل کے عملی نفاذ کا مرکز اور رول ماڈل ہو گی جو امت مسلمہ کی قیادت بھی کرے گی۔ بانیان پاکستان کی جدوجہد میں ان کی تقاریر میں سب کچھ واضح ہے کہ اس ملک کا نظام قرآن کا نظام ہی ہو گا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ امریکہ اور مغرب کی آشیر باد سے وطن عزیز پر اشرافیہ کی شکل میں ایک مافیا قابض ہے جو ملک کو بادشاہت کی طرز پر چلا رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ’’نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم‘‘۔ آزادی کیلئے وسیع پیمانے پر انسانی ہجرت اور جانی و مالی قربانیوں کے باوجود ذلت و رسوائی کے سوا اور کچھ بھی

حاصل نہ ہوا۔ 76 برس گزارنے کے باوجود اسلامی نظام عدل کے نفاذ کا وعدہ ابھی تک تشنہ تکمیل ہے۔ دہشت گردی کے نام پر جنگ میں امریکہ کو افغانستان میں جس ذلت ورسوائی سے نکلنا پڑا وہ تاریخی حقیقت ہے وہ اپنی ذلت آمیز شکست کو کبھی بھی نہیں بھول پائے گا۔ وہ حیلے بہانے کر کے افغانستان کو ایک بار پھر زیر کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہے مگر وہ اپنی شکست کا ملبہ کسی نہ کسی طرح پاکستان پر ڈالنے کیلئے کوشاں ہے۔ امریکہ کا یہ کہنا کہ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کی مدد کرے گا، یہ مقتدر طبقات کیلئے سوالیہ نشان ہے؟ یہ کیسی جنگ ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔ حالانکہ سابق آرمی چیف جنرل راحیل شریف واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ اب پاکستان میں دہشت گردی کی جنگ ختم ہو چکی ہے۔ مگر اب دوبارہ امریکہ نے دہشت گردی کی جنگ کا شوشہ چھوڑ کر پی ڈی ایم حکومت سے سیکورٹی معاہدے کی تجدید کر کے اپنی حمایت کی یقین دہانی کروائی ہے۔ سولہ سترہ مہینے قبل جب پی ڈی ایم نے حکومت سنبھالی تو زرمبادلہ کے ذخائر 18 ارب ڈالر تھے جو وقت کے ساتھ کم ہوتے ہوئے ساڑھے تین ارب ڈالر رہ گئے تھے۔ نظام حکومت چلانے کیلئے آئی ایم ایف سے صرف ایک ارب ڈالر کا قرض لینے کیلئے ہم نے کتنی کڑی شرائط قبول کیں اور کہاں کہاں سجدہ ریز ہوئے یہ ایک الگ قصہ ہے۔ ملکی حالات کہاں سے کہاں تک جا پہنچے ہیں۔ قرضے پر قرضے لیکر بھی ملکی مسائل حل کرنے کی بجائے بڑھاتے ہی جا رہے ہیں۔ اب تو نوبت بایں جا رسید کہ دوست ممالک بھی آنکھیں چرانے لگے ہیں۔ نااہل اور خائن حکمرانوں کی ذاتی مفاد پرستی پر مبنی پالیسیوں اور کرپشن نے ملکی معیشت کا جنازہ نکال دیا ہے، جس پر عوام کے لیے آنسو بہانے کے سوا کچھ بھی نہیں بچا۔ کٹھ پتلی حکمرانوں کی طرف سے عوام پر بھاری ٹیکسز کے بوجھ ڈالنے پر بجلی، پٹرول، گیس اور دیگر اشیائے صرف کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگی ہیں اور عوام کی زندگیاں اجیرن بن کر رہ گئی ہیں اور ہمارے ملکی وقومی مسائل میں روز افزوں اضافہ ہی دیکھنے میں آ رہا ہے۔ معاشی بدحالی اور قرضوں پر ملک کو چلانے کی پالیسی کے باعث ملک کا مستقبل مخدوش اور خوفناک صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ اس وقت ہماری قومی سلامتی اور ملّی غیرت کو کئی چیلنج درپیش ہیں۔ کہتے ہیں کہ قیادت نہ ہو تو منزلیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ اور وطن عزیز کی حالت کچھ ایسی ہی ہو چکی ہے۔

حاجت سے مجبور مردانِ آزاد
کرتی ہے حاجت شیروں کو روباہ

سیاسی افراتفری کے باعث وطن عزیز اقوام عالم میں ایک تماشا بن کر رہ گیا ہے ملک میں قانون اور آئین کے ساتھ جو کچھ پچھلے سولہ سترہ مہینوں سے ہو رہا ہے اس کی نظیر تو کسی banana republic میں بھی نہیں مل سکتی۔ سپریم کورٹ 90 دنوں کے اندر انتخابات کروانے کا حکم دیتی ہے مگر حکومت عدالتی احکامات کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہوئے علانیہ طور پر عمل درآمد کرنے سے صاف انکار کر دیتی ہے۔ نظام عدل کا یہ عالم ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان کو یہ کہنا پڑا کہ ان کے گھر کو جلانے کی دھمکی دی گئی اور کچھ اس طرح دباؤ ڈالا گیا جو ناقابل بیان ہے۔ سپریم کورٹ ہار گئی اور حکومت جیت گئی۔ حالانکہ آئین شکنی کے مرتکب عناصر پر آرٹیکل 6 کے تحت کارروائی کا نفاذ ہونا چاہیئے تھا جس ملک کے ایک محترم جج صاحب نے ایک سیاسی شخصیت کو ضمانت پر رہا کرتے وقت یہ جملہ کہا کہ میں تو آپ کو ضمانت پر رہا کر رہا ہوں (مگر یہ لوگ تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے، جب تک تم ایک پریس کانفرنس نہیں کرو گے)۔ قانون اور آئین کی دھجیاں بکھیر دی گئیں 24 کروڑ عوام کو یرغمال بنا کر انصاف کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ عدل وانصاف کی آواز کو سنا ان سنا کر دیا گیا جہاں انصاف صرف امیر اور با اثر افراد کے گھر کی لونڈی بن جائے وہاں ان کو یاد رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان کا کوئی بڑا امیر کبیر آدمی جرم کرتا تو چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی معمولی سا آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دی جاتی (بخاری)۔ پاکستان میں عرصہ دراز سے انصاف کا نظام کچھ اسی طرح چل رہا ہے۔ صرف کمزور ہی قانون کی گرفت میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور قوم کو کسی بڑی آزمائش سے بچائے رکھے۔

پی ڈی ایم حکومت نے سائفر کا بہانہ کر کے پی ٹی آئی کے رہنما عمران خان حکومت پر امریکہ سے تعلقات خراب کرنے کا الزام لگایا تھا۔ تاہم ایک امریکی اخبار "Intercept" نے سائفر کو ایک حقیقت بتا کر پی ٹی آئی حکومت کے مؤقف کی تصدیق کر دی ہے۔ تاہم عمران خان گزشتہ دو ماہ سے پس زنداں ہے۔ سینئر رہنماؤں پر مقدمات ہیں۔ اس کی پارٹی کو تتر بتر کیا جا چکا

ہے۔ پی ڈی ایم حکومت امریکی غلامی کا طوق ایک بار پھر قوم کے گلے میں ڈال کر رخصت ہو چکی۔نگران حکومت اسی کا تسلسل اور پراکسی ہے جو پالیسی تبدیل کرنے کی مجاز ہی نہیں ہے۔وہ الیکشن کروانے کی بجائے باقی سارے کام کر رہی ہے۔توشہ خانہ کیس کا بڑا چرچا رہا ہے وہ کون سا حکمران ہے جس نے اس بہتی گنگا میں ہاتھ نہیں دھوئے ہیں۔انصاف کا تقاضا ہے کہ پسند ناپسند کی بجائے 1947ء سے اندرون و بیرون ممالک سے تحفے لینے والے حکمرانوں کے نام بلاامتیاز سامنے لا کر سب کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے اور حقیقی و عادلانہ انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ بدقسمتی سے عدالتی فیصلے متنازعہ بنائے جا رہے ہیں جس سے عوام کا عدالتی نظام پر اعتماد ختم ہو چکا ہے اور ملک انارکی اور خانہ جنگی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ (شوریٰ:15)''اور (اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں''۔

پاکستان کے تمام مسائل کا حل اسلام کے نظامِ عدل میں ہے۔ عادل حکمران روز قیامت اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے (بخاری)۔۔پاکستان کی سالمیت اور بقاء کا ضامن صرف دین اسلام کا نفاذ ہے۔

ماہ ستمبر میں سپریم کورٹ کے سبکدوش ہونے والے چیف جسٹس جناب عمر عطا بندیال نے جاتے جاتے اپنے خطاب میں نظام عدل میں طاقتوروں کے دباؤ کا برملا اظہار کیا جنھوں نے حکومت کی سرپرستی میں سپریم کورٹ کی عمارت کے سامنے ججز کو ڈرایا، دھمکایا، للکارا اور فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی۔ تاہم اعلیٰ عدلیہ نے صبر وتحمل اور استقامت کا مظاہرہ کیا اور اپنے فیصلوں میں میرٹ اور انصاف کو ملحوظ خاطر رکھا۔15 ستمبر کو چیف جسٹس کی سربراہی میں تین رکنی بنچ کا نیب ترامیم کو کالعدم قرار دینے کا فیصلہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے جسے ملکی سطح پر عوام کی طرف سے سراہا اور خوش آئند قرار دیا جا رہا ہے۔تمام تر دباؤ اور دھمکیوں کے باوجود ملکی اشرافیہ کے خلاف اس جرات مندانہ فیصلے سے جہاں عدلیہ کی عزت وتکریم میں اضافہ ہوا ہے وہاں قوم کے لئے عدل وانصاف کے معاملے میں اچھے مستقبل کی نوید سنائی دی ہے عوام اس فیصلے پر مطمئن اور شاداں ہیں۔عوام کی طرف سے توقع کی جا رہی ہے کہ ہماری عدلیہ جسٹس منیر طرز کی بجائے ایسے ہی

منصفانہ فیصلے کر کے قوم کو اچھے مستقبل کی رہ پر گامزن کرنے میں اہم کردار ادا کرتی رہے گی۔

جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ صاحب نے 29ویں چیف جسٹس آف پاکستان کا عہدہ سنبھال کر کام شروع کر دیا ہے۔ وہ اس وقت 24 کروڑ عوام کی امنگوں کیلئے امید کی ایک نئی کرن ہیں پوری قوم کی نظریں ان پر لگی ہیں۔ چونکہ پاکستانی معاشرتی ڈھانچہ اسلامی اقدار کھو چکا اور اخلاقی طور پر انحطاط کا شکار ہو کر قعر مذلت کی طرف گامزن ہے۔ موجودہ سیاسی خلفشار اور ماضی میں کئے گئے متنازعہ عدالتی فیصلوں کے باعث قوم مایوسی کا شکار ہے اور عدلیہ کو دیگر اداروں کی مداخلت جیسے کئی چیلنجز درپیش ہیں اس لئے اصلاحِ احوال کیلئے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ استدعا ہے کہ اعلیٰ عدلیہ ججز کی آپس کی تقسیم اور اپنے باہمی اختلافات کو کسی حد تک ختم کر دے گی اور عوام کو انصاف کے حصول میں حائل تمام تر مشکلات کے خاتمے کیلئے مل جل کر فوری اقدامات کرے گی اس طرح معاشرے میں امن وامان میں بہتری آسکتی ہے۔ بدقسمتی سے گزشتہ کئی سالوں سے اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے تنقید کی زد میں رہے ہیں اور قانون اور انصاف پر عوامی اعتماد کو زبردست ٹھیس پہنچتی رہی ہے۔ اس وقت ملک میں ظلم و بربریت کے راج کے باعث غریب اور بے سہارا عوام کیلئے انصاف کا حصول مشکل ترین عمل بن چکا ہے۔ عوامی سطح پر توقع کی جارہی ہے کہ نئے چیف جسٹس صاحب گزشتہ کئی برسوں سے نظام عدل پر اٹھائے گئے سوالوں کے ازالے اور عدالتی فیصلوں پر عوامی اعتماد کی بحالی کیلئے انقلابی اقدامات کریں گے۔ اس طرح نا صرف عدالتوں پر عوامی اعتماد میں اضافہ ہوگا بلکہ ملک میں قانون کی حکمرانی کے باعث لاقانونیت کا خاتمہ ہوگا۔ عدلیہ کو انصاف کی فراہمی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک گائیڈ لائن دے دی گئی ہے۔ رب العالمین نے قرآن میں فرمایا ہے: ''جو احکام الٰہی کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر، ظالم اور فاسق ہیں'' (سورۃ المائدہ: 47,45,44) امید کی جاتی ہے کہ عدالتی افسران اپنے فرائض منصبی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ہر صورت ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ نیب زدگان ملزمان نے اس فیصلے کو ناکام قرار دینے کیلئے بھرپور میڈیا مہم چلانا شروع کر دی ہے۔ پاکستان کی معیشت کو تباہی اور بربادی کی دلدل میں دھکیلنے والی اشرافیہ ایک بار پھر پتلی گلی سے نکلنے کیلئے پیچ و تاب کھا رہی ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ لوٹ مار کے ذریعے اپنے ناجائز اثاثے بنانے والے قوم سے معافی

مانگیں، لوٹا ہوا قومی خزانہ واپس کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگیں توبہ تائب ہو جائیں وگرنہ پھر آخرت میں حساب دینے کیلئے تیار رہیں جہاں کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ فرمان رب العالمین ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ (سورۂ ابراہیم) ''اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے، انہیں ڈھیل دے رہا ہے ایسے دن کے لیے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی''۔

اس آیت میں ایک مشہور مقولے کی تائید بھی ہے کہ ''خدا کے ہاں دیر ہے، اندھیر نہیں''۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ اے سننے والے! تم یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو سزا نہیں دے گا اور نہ ہی ظالموں سے عذاب موخر ہونے کی وجہ سے غمزدہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بغیر عذاب کے صرف ایک ایسے دن کیلئے ڈھیل دے رہا ہے جس میں دہشت کے مارے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

ے مرا رونا نہیں، رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں، خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

ربیع الاوّل کا مہینہ چل رہا ہے، اس مہینے میں ہم محبت رسول کا زبانی اظہار تو بڑھ چڑھ کر کرتے ہیں لیکن عملی طور پر رسول ﷺ کی اتباع سے بہت دور ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت کے حوالے سے اطاعت رسول ﷺ کے کئی تقاضے ہیں جو ہمیں پورے کرنے چاہئیں جبکہ ہم یہ تقاضے پورے کرنے سے دانستہ گریزاں اور بدعملی کا شکار ہیں۔ ہمارے قول و فعل کے تضاد اور سیرتِ رسول ﷺ پر عمل نہ کرنے کے باعث آج یہ مہینہ ہماری حالت زار پر نوحہ کناں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم بہترین امت ہو، تمہیں انسانوں کی ہدایت و اصلاح کیلئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو'' (آل عمران 110) کیا ہم یہ فریضہ نباہ رہے ہیں؟ ہمیں عملی طور پر اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول معظم ﷺ کی راہ پر گامزن ہو کر ثابت کرنا ہو گا کہ ہم واقعی اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (ﷺ) است

عبد اللہ ابراھیم

(یہ مضمون 22 اگست سے 18 ستمبر کے حالات حاضرہ کا احاطہ کرنے کی سعی ہے)

1 برکس تنظیم کا جنوبی افریقہ میں 15 واں اجلاس

برکس تنظیم بنیادی طور پر برازیل، روس، بھارت، چین اور جنوبی افریقہ پر مشتمل ہے اوراس کا پندرھواں سالانہ اجلاس جنوبی افریقہ میں 22 تا 24 اگست منعقد ہوا اس دفعہ اس کا عنوان برکس اور افریقہ تھا۔ اس اجلاس میں 6 مزید ممالک کو اس کا ممبر بنانا منظور کیا گیا جن میں ارجنٹائن، ایتھوپیا، ایران، سعودی عرب، مصر اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ برکس دنیا کا ابھرتا ہوا اتحاد ہے یہ دنیا کی 41 فیصد آبادی اور 26 فیصد معیشت پر مشتمل ہے اور 6 نئے ممالک سے اس میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اس اتحاد کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امریکہ اور یورپ وغیرہ شامل نہیں اوراس میں دنیا کی اُبھرتی ہوئی معیشتیں شامل ہیں اس دفعہ برازیل کے صدر نے زیادہ واضح طور پر اس اتحاد کی ایک مشترک کرنسی کی بات کی جو کہ ڈالر کے مقابلہ میں ہو اور اس طرح یہ اتحاد موجودہ مالیاتی نظام کے بالمقابل آ رہا ہے اوراس کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

تاہم اس پیش رفت میں پاکستان کے لیے اندرونی جائزہ کا موقع ہے۔ اپنی کمزور تدبیروں کی وجہ سے ہم مالی طور پر بھی کمزور ہو گئے ہیں اور اپنی ساکھ بھی خراب کر لی ہے۔ کہاں ہم بھارت سے مقابلے کی بات کرتے تھے اور کہاں یہ کہ ہمیں ایسے اتحاد میں شمولیت کی دعوت تک نہیں دی گئی اور بھارت کی اہمیت سب مان رہے ہیں اور شاید چین نے بھی ہمیں قالین کے نیچے

ڈال کر غیر متعلق کر دیا ہے۔ ہم نے کبھی چین کے ساتھ چلنے کی بات کی اور کبھی رخ پھیر کر امریکہ کے ساتھ اور وہ بھی منافقت کے ساتھ اور اب شاید دونوں نے ہی ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔

2 بھارت کے خلائی جہاز کی چاند پر بحفاظت لینڈنگ

23 اگست کو بھارت کے خلائی مشن چندریان 3 نے چاند پر بحفاظت لینڈنگ کی اور اس طرح وہ چاند پر پہنچنے والا دنیا کا چوتھا اور چاند کے جنوبی قطب پر اترنے والا دنیا کہ پہلا ملک بن گیا۔ بھارت اپنی تیسری کوشش میں چاند پر اترنے میں کامیاب ہوا اور یہ کافی کم خرچ مشن تھا۔ بھارت میں ایک سال سے بھی کم عرصے میں الیکشن ہونے والے ہیں اور مودی حکومت کافی اقدامات ایسے کر رہی ہے جو کہ الیکشن میں کام آئیں اور یہ بھی بڑی کامیابی ہے۔ 1990ء تک بھارت اور پاکستان آپس میں مقابلہ کرتے تھے۔ مگر ہم نے اسلام سے بے وفائی کی، طویل مدتی حکمت عملی نہیں بنائی اور ملک میں سیاسی افراتفری رکھی جبکہ بھارت اس معاملے میں بہتر رہا اور آج ہم دنیا میں ایک ناکام ریاست کی تصویر بنے ہوئے ہیں اور بھارت ترقی کی ایک مثال ہے۔

یہ صورتحال مستقل نہیں ہے۔ مگر بہتری کی ابتدا یہیں سے ہے کہ ہم پہلے موجودہ صورتحال کا بے لاگ جائزہ لیں۔ پھر دین کو ترجیح بنائیں اور ایک نسل یعنی 30-25 سال خوب محنت کریں۔ تبھی ہم دنیا میں اعلیٰ مقام حاصل کر سکیں گے ان شاءاللہ۔

3 ملک میں بجلی کے بلوں کے خلاف احتجاج کا سا سماں

یکم جولائی 2023ء سے بجلی کے بلوں میں بڑا اضافہ کیا گیا۔ یہ اضافہ بڑے استعمال کنندہ کے لیے بھی تھا اور عام سفید پوشوں کے لیے بھی۔ کم یونٹ استعمال کرنے والوں پر بھی زیادہ ریٹ اور پیچیدہ فارمولا استعمال کیا گیا اور یہ مہینے ہیں بھی گرمیوں کے۔ اس لیے بجلی کے بل میں 50 سے 100 فیصد اضافہ ہو گیا اور غریب طبقہ کے لیے اگست میں آمدنی کا زیادہ حصہ اس پر صرف ہوا۔ مہنگائی پٹرول اور ڈیزل میں بھی مسلسل ہو رہی ہے تاہم پٹرول پر خرچ آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور بجلی کا یک مشت۔ اس لیے اس پر کافی احتجاج ہوا ہے۔ جماعت اسلامی اس میں کافی نمایاں ہے مگر دیگر جماعتیں جو کہ ابھی حکومت سے نکلی ہیں وہ بھی خود ذمہ دار ہونے کے باوجود اس لہر سے فائدہ اٹھانا چاہ رہی ہیں۔ اصولاً دینی جماعتوں کو مہنگائی کو مرکزی مسئلہ بنا کر پیش نہیں کرنا

چاہئے بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے اور اللہ کی طرف لوٹنے کی دعوت دینی چاہئے۔ اس احتجاج کے دوران ان خبروں کو نمایاں کیا گیا کہ بہت سے اعلیٰ عہدیداروں کو مفت بجلی دی جارہی ہے اور اس طرح طبقاتی تقسیم اور نفرت کو نمایاں کرنا بھی درست نہیں کیونکہ اس مسئلہ کی وجوہات میں روپے کی قدر میں کمی، تیل کی قیمتیں، بجلی پیدا کرنے والے اداروں سے معاہدے، کم طلب، بجلی کی چوری، سرکاری اداروں کا بل نہ دینا اور کچھ لوگوں کو مفت بجلی دینا سب شامل ہے۔ ایک وجہ کو ضرورت سے بڑا کر کے دکھانا بھی مکمل دیانت نہیں ہے۔ بہرحال یہ احتجاج بظاہر بے سود رہے اور کوئی رعایت نہیں دی گئی۔

4 پاکستان اور افغانستان کے درمیان شدید اختلافات

پاکستان اور افغانستان کے درمیان اختلافات کافی بڑھ گئے ہیں اور اب ان اختلافات میں مختلف سرحدی راستے، افغان ٹرانزٹ میں بے ضابطگیاں، پاکستان میں سمگلنگ، افغانوں کی اوپن مارکیٹ میں ڈالر کی خریداری اور پاکستان میں سلامتی کے اداروں پر حملے وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان 1979ء میں روس کے حملے سے اب تک کافی حد تک افغانستان پر کنٹرول رکھتا آرہا ہے اور اس کے عوض افغانستان کو کچھ رعایتیں بھی دیتا ہے۔ تاہم 2001ء کے امریکہ کے حملے کے بعد ہم نے کم از کم سرکاری طور پر امریکہ کا ساتھ دیا اور افغانوں اور طالبان کے ساتھ غیر مناسب سلوک کیا۔ اب ہم اور ہمارے ادارے چاہتے ہیں کہ افغانستان ان 20 سالوں کو بھول کر ہمیں پرانا مقام دے جبکہ ہماری مقتدرہ بھی افغانستان میں یکساں طور پر غیر مقبول ہے۔ عام افغانی پاکستان سے نفرت کرتے ہیں اور طالبان کو بھی ہم پر غصہ ہے۔

ایک ہی فن تو ہم نے سیکھا ہے
جس سے ملئے اسے خفا کیجیے

اور وہ براہ راست اپنے معاملات دوسرے ممالک سے طے کر رہے ہیں۔ اب پاکستان کے مذہبی طبقات طالبان سے ہمدردی رکھتے ہیں اور فوج اور عام لوگ ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ یہ صورتحال کافی خطرناک ہو رہی ہے اور افغانستان میں اثر و رسوخ رکھنے والے پاکستانی علماء کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کچھ لوگوں کی رائے کہ اس خطے میں اگلی جنگ پاکستان اور

افغانستان کے درمیان ہوگی، درست ثابت ہوجائے۔

5 پاکستان کی سیاسی صورتحال

پاکستان کی سیاسی صورتحال بدستور مخدوش ہے۔نگران حکومت کو مہینے سے زائد ہوگیا ہے مگر ابھی تک انتخابات کی تاریخ کا واضح اعلان نہیں کیا گیا۔نگران حکومت ترقیاتی کاموں میں لگی ہے نرخ بڑھائے جارہے ہیں اور ٹیکنوکریٹ نگران حکومت بھی ناکام نظر آرہی ہے۔ چیف جسٹس اپنے آخری دن یعنی 16 ستمبر تک اپنی سیاست اور چالیں چلتے رہے ہیں۔فوج معیشت درست کرنے میں لگی ہے۔پہلے کی لاڈلی سیاسی جماعتیں اب راندہ درگاہ ہیں اور پہلے کی معتوب جماعتیں اب پسندیدہ ہوگئی ہیں۔دنیا کی طاقتیں الیکشن اور اس کے بعد حکومت سنبھالنے والی طاقت سے ہی بات کرنا چاہتی ہیں۔اس صورتحال میں حل یہی ہے کہ نوازشریف صاحب کو ملک واپس آنے دیا جائے پی ٹی آئی کو بھی الیکشن میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے اور پھر جلد از جلد شفاف الیکشن کروا کر جیتنے والی جماعت کو حکومت چلانے کا موقع دیا جائے اور ہر ادارہ اپنی حدود میں کام کرے۔

6 پاکستان کی خراب معاشی صورتحال اور پرانا بیانیہ ایک نئے انداز میں

پاکستان نے پچھلے ماہ آئی ایم ایف سے معاہدہ تو کرلیا تھا مگر اس کی شرائط اب شدید مہنگائی کا سبب بن رہی ہیں۔روپیہ مزید کمزور ہوکر انٹربینک میں 307 تک گیا پھر فوجی قیادت نے تاجروں سے ملاقاتیں شروع کیں۔اپنا معاشی لحاظ سے بیانیہ جاری کیا اور پکڑ دھکڑ شروع کردی جس سے وقتی طور پر روپیہ کچھ بہتر ہوکر 296 روپے فی ڈالر تک آ گیا ہے۔تاہم یہ مسئلے کا مستقل حل نہیں ہے اور جلد ہی فوج کا یہ بھرم بھی شاید ختم ہوجائے گا۔اس سے پہلے بھی فوج نے اس طرح کی ذمہ داری لی مگر یہ ان کا میدان نہیں ہے۔اس مسئلہ کا حل پالیسیوں کا تسلسل، طویل مدتی حکمت عملی اور ہر ادارے کا اپنی حدود میں کام کرنا ہی ہے۔

7 نئے چیف جسٹس فائز عیسیٰ کا حلف اور ابتدا

پاکستان میں عدلیہ میں بھی واضح دھڑے بندی چل رہی ہے۔سبکدوش ہونے والے چیف جسٹس ایک دھڑے کو چلا رہے تھے جو کہ عمران خان کے لیے بہت نرم گوشہ رکھتا ہے اور

17 ستمبر کو فائز عیسیٰ نے حلف اٹھایا جو کہ اس دھڑے کے مخالف ہیں اور عمران خان کی حکومت اور پچھلے چیف جسٹس کے زیر عتاب رہے ہیں۔ان کی ابتدا تو بہتر لگی کہ انہوں نے پہلے روز ہی عدلیہ کے حوالے سے فل کورٹ اجلاس بلایا یہ اجلاس براہ راست دکھایا گیا اور وہ اپنے اختیار دو دوسرے سینئر ججوں سے مل کر استعمال کرنے پر تیار دکھائی دیے۔تاہم ابتدا تو سب کی اچھی ہوتی ہے۔ اللہ کرے کہ وہ عدلیہ کو اپنے دائرہ کار میں چلائیں۔ان کے عہدے کی مدت 13 ماہ ہے اور وہ 25 اکتوبر 2024ء کو سبکدوش ہوں گے۔تاہم ستم ظریفی یہ ہے کہ ان کے بعد جسٹس اعجاز الحسن چیف جسٹس ہوں گے جو کہ ان کے مخالف یعنی عمر عطا بندیال صاحب کے ہم خیال ہیں۔اس کے بعد جسٹس منصور علی شاہ ان کے مخالف دھڑے کے ہیں۔ پھر جسٹس منیب اختر، بندیال کے ہم خیال ہیں۔ پھر یحیٰ آفریدی دوسرے دھڑے سے ہیں اور پھر چیف جسٹس عائشہ ملک ہوں گی جو کہ سابق چیف جسٹس بندیال کی ہم خیال ہیں۔گویا راوی عرصے تک کشمکش اور ٹکراؤ ہی لکھتا ہے۔

8 بھارت میں جی 20 ممالک کا اجلاس اور چین کے مقابل ایک متوازی تجارتی راستے کا غلغلہ

9 اور 10 ستمبر کو جی 20 ممالک کا سربراہی اجلاس بھارت کے شہر دلی میں منعقد ہوا۔ جس کی سربراہی بھارت کے وزیراعظم نریندر مودی نے کی۔روس اور چین کے سربراہ اس میں خود شریک نہیں ہوئے۔اس اجلاس میں افریقی یونین کو جی 20 کا ممبر بنانا منظور کیا گیا۔

اس موقع پر بھارت مشرق وسطیٰ یورپ معاشی راہداری کا بھی اعلان کیا گیا یہ راستہ بھارت کے شہر ممبئی سے شروع ہو کر سمندر کے راستے متحدہ عرب امارات کی بندرگاہ جبل علی پہنچے گا پھر سعودی عرب میں داخل ہو کر اردن سے ہوتا ہوا اسرائیل کی بندرگاہ حیفہ جائے گا اور پھر یونان کی بندرگاہ سے یورپ میں داخل ہو جائے گا۔ چونکہ اگلے سال بھارت میں الیکشن ہونا ہیں اس لیے مودی حکومت رائے عامہ کو متاثر کرنے کے لیے عملی اور چمک دمک ہر طرح کے اقدامات کر رہی ہے۔ماہرین اس راہداری کے قابل عمل ہونے، کم لاگت کے ہونے پر بھی سوالات اٹھا رہے ہیں اور یہ یقیناً چین کے سی پیک اور OBOR کی جوابی حکمت عملی ہے مگر ماننا پڑے گا کہ فی الحال بھارت اور اس کی حکمران جماعت بی جے پی اپنے پتے بہت عمدہ طریقے سے کھیل رہی ہے اور

سوائے خالصتان کے مسئلے کے اسے کوئی زیادہ بڑا مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

بطور مسلمان اور پاکستانی ہمارے لیے یہ سب بڑی شرمندگی کا مقام ہے۔ ہمارے سپہ سالار نے معاشی میدان بھی سنبھالا ہوا ہے اور ان کے ہم نواؤں نے یہ پھیلایا ہوا تھا کہ سعودی ولی عہد 9 ستمبر کو بھارت جاتے ہوئے پاکستان بھی رکیں گے اور ہمارے لیے امداد اور منصوبوں کا اعلان کریں گے مگر انہوں نے قیام کی زحمت نہیں کی۔ پھر یہ بھی شرمندگی کی بات ہے کہ چین نے اپنی راہداری کا اعلان اس سے دس سال قبل کیا اور کام بھی شروع ہوا مگر ہماری مقتدرہ نے ذاتی انا اور رنجش کو لے کر اس وقت کی حکومت کو 2016ء سے کمزور اور ختم کیا اور ایسی حکومت کو لائے جس نے اگلے 4 سال اس منصوبے کو سرد خانے میں رکھا اور چین اور سعودی عرب سے تعلقات خراب کیے اور اس طرح چین کا منصوبہ بھی کمزور پڑا اور پاکستان کا مرکزی کردار بھی ختم ہو گیا۔

پھر یہ مسلمانوں کی بطور امت بھی شکست ہے کہ ایک ایسا منصوبہ جس میں ہنود اور یہود کے درمیان مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کو پرو دیا جائے اور پاکستان اور اس کے مسلمان ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود نقار خانے میں طوطی کی طرح ہو جائیں۔ البتہ کرنے کا کام یہی ہے کہ ہم منافقت چھوڑیں، توبہ کریں اور کام میں لگ جائیں تا کہ یہ معاملہ کچھ بہتر ہو۔

9 مراکش میں زلزلہ کی تباہ کاریاں

8 ستمبر کو مراکش کے علاقے صفی میں 6.8 شدت کا بڑا زلزلہ آیا۔ 2800 لوگوں کی اموات ہوئیں اور 3 لاکھ کے قریب لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ امدادی کارروائیاں جاری ہیں۔ اگرچہ ہم پاکستانی بھی آج کل کسی اچھی صورتحال میں نہیں ہیں تاہم بطور انسان اور بطور مسلمان پاکستانی حکومت اور عوام کو علامتی طور پر آزمائش کی اس گھڑی میں ان لوگوں کی مدد کرنا چاہیے۔

10 لیبیا کے شہر میں خوفناک سیلاب اور اموات

10 ستمبر کو لیبیا میں طاقتور طوفان آیا جسے دانیال کا نام دیا گیا اس کے تحت تیز بارش سے ساحلی شہر درنا سے کچھ بلندی پر قائم دو ڈیم ٹوٹ گئے اور تیز اور اونچا سیلابی ریلا شہر میں داخل ہو گیا۔ یہ اس قدر اچانک تھا کہ لوگوں کو سنبھلنے کا موقع نہ ملا۔ اموات 4 ہزار تک ہو چکی ہیں اور 9 ہزار لوگ ابھی بھی لاپتہ ہیں۔ امدادی کاروائیاں جاری ہیں اور ہمیں بھی علامتی طور پر ہی سہی ان

میں حصہ ڈالنا چاہیئے ۔ یہ قدرتی آفات ظاہر کرتی ہیں کہ انسان اپنے تیئں بے پناہ ترقی کے باوجود قدرت کے سامنے کھلونے سے زائد حیثیت نہیں رکھتا اور اپنی ترقی میں بھی خدا کے قائم کردہ توازن کو خراب کر کے مزید تباہی کو دعوت دے رہا ہے۔

11 افغانستان کی تازہ صورتحال

4 ستمبر کو افغانستان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وزیر نے کہا کہ حکومتی عہدیداروں کے تحائف لینے پر پابندی ہے اور کوئی عہدیدار کسی کی دعوت میں بھی شرکت نہیں کرسکتا۔ 5 ستمبر کو طالبان مخالف اتحاد نے اپنے ایک اہم کمانڈر قمرالدین اندرابی کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے۔ 6 ستمبر کو پاکستان نے چترال کے قریب ٹی ٹی پی کے حملے کی مذمت کی اور طالبان حکومت پر بھی اس حوالے سے ناکافی اقدامات کا الزام عائد کیا۔ 7 ستمبر کو طورخم کے بارڈر پر پاکستان اور افغان اہل کاروں میں جھڑپ کے بعد بارڈر بند کر دیا گیا۔ اس جھڑپ میں دو افغانوں کی ہلاکت ہوئی اس کے بعد بارڈر تقریباً دس دن بند رہا۔ 13 ستمبر کو نئے چینی نمائندے نے افغانستان میں ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اپنی اسناد پیش کیں۔ اس کے لیے سفیر کا لفظ استعمال کیا گیا گویا کہ چین نے افغانستان کو تسلیم کرلیا ہو۔ 15 ستمبر کو طالبان نے صوبہ غور میں عیسائیت کی تبلیغ کے الزام میں ایک بین الاقوامی ادارے کے 21 افراد کو گرفتار کر لیا۔ 18 ستمبر کو چینی حکومت کی دعوت پر طالبان کا ایک بڑا وفد چین کے دورہ پر روانہ ہوا۔

سالانہ رپورٹ

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

جولائی 2022ء تا جون 2023ء

قرآن مجید کی ابدی دعوت کو اعلیٰ علمی سطح پر دنیا کے سامنے پیش کرنا ہر دور کی ضرورت رہی ہے، انجمن خدام القرآن جھنگ کے قیام کا مقصد قرآن حکیم کی تعلیمات کو عام کرنا اور خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآن مجید کا پیغام ان کی ذہنی سطح کے مطابق پیش کرنا ہے۔ انجمن اپنے قیام ہی سے ان مقاصد کے حصول کے لیے مصروفِ عمل ہے۔ انجمن کی سرگرمیوں کے جائزے، بہتری اور مشورے کے لیے مجلس عاملہ، مشاورت اور سالانہ اجلاسِ عام باقاعدگی سے منعقد ہوتے رہے ہیں۔ انجمن کی اس سال کی سر گرمیوں کا ایک مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

1 دروسِ قرآن و خطابات

ہفتہ وار ترجمۃ القرآن نشست جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ میں ترجمہ القرآن کی ہفتہ وار نشست، بروز جمعۃ المبارک بوقت 11:00 تا 12:40 جاری ہے جس میں صدر انجمن جناب انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب سلسلہ وار قرآن مجید کا ترجمہ و مختصر تشریح بیان کرتے ہیں۔ اس نشست کے بعد مفتی عطاء الرحمٰن صاحب 01:00 بجے تک درسِ حدیث دیتے ہیں۔ اس نشست میں حاضری 50 افراد کے قریب ہوتی ہے۔

سلسلہ ہائے دروسِ قرآن مجید: انجمن کے زیر اہتمام شہر کے مختلف مقامات پر دروسِ قرآن کے روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ پروگرام کا درج ذیل سلسلہ بھی جاری ہے:

روزانہ پروگرام: 1 مختصر درسِ قرآن، بعد از نمازِ فجر، بمقام جامع مسجد قرآن اکیڈمی (مدرس: جناب عبداللہ ابراہیم صاحب)۔ 2 مختصر درسِ حدیث، بعد از نمازِ عشاء، بمقام جامع مسجد قرآن اکیڈمی

(مدرس: جناب محمد وسیم صاحب)

ہفتہ وار پروگرام اتوار، بعداز نماز عشاء، بمقام رہائش گاہ جناب صدیق شہزاد صاحب واقع محلّہ سلطان والا جھنگ صدر (مدرّس: عبدالمجید کھوکھر صاحب)

پندرہ روزہ پروگرام ❶ پہلا اور تیسرا منگل، بعداز نماز عشاء، بمقام رہائش گاہ جناب رانا شہباز احمد صاحب محلّہ سلطان والا جھنگ صدر (مدرّس: انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب) ❷ دوسرا اور چوتھا منگل، بعد از نماز عشاء، بمقام جامع مسجد عبیداللہ (المعروف گنبدوں والی مسجد) جھنگ صدر (مدرّس: انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب) ❸ پہلا اور تیسرا بدھ، بعداز نماز مغرب، بمقام رہائش گاہ ماسٹر اصغر علی صاحب واقع کھوکھرا چک (مدرّس: انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب)

ماہانہ پروگرام ❶ پہلا بدھ، بعداز نماز عشاء، بمقام رہائش گاہ رانا امتیاز احمد صاحب واقع مدینہ ٹاؤن، جھنگ (مدرّس: جناب عبد اللہ اسماعیل صاحب) ❷ دوسرا بدھ، بعد از نماز مغرب، بمقام جامع مسجد بلال محلّہ احمدنگر جھنگ (مدرّس: جناب عبداللہ اسماعیل صاحب)۔ ❸ دوسرا جمعہ، بعد از نماز مغرب، بمقام رہائش گاہ محمد ظفر اقبال ظفر (مرحوم) واقع دار السکینہ روڈ جھنگ (مدرّس: جناب عبداللہ اسماعیل صاحب)۔ ❹ دوسرا جمعہ، بعداز نماز عشاء، رہائش گاہ جناب سرفراز صاحب، خاکی شاہ روڈ جھنگ صدر (مدرّس: جناب عبد اللہ اسماعیل صاحب)۔ ❺ تیسرا اتوار، بعدازنماز مغرب، بمقام رہائش گاہ حاجی منظور انور صاحب واقع سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ (مدرّس: مفتی عطاء الرحمٰن)۔ ❻ پہلا پیر، بعد نمازِ مغرب، جامعہ مسجد عائشہ، محلّہ باغوالا جھنگ (مدرّس: مفتی عطاء الرحمٰن صاحب)۔ ❼ تیسرا جمعہ، بعد نمازِ مغرب، رہائش گاہ محمد اعظم سیال صاحب، گلشن کالونی جھنگ (مدرّس: مفتی عطاء الرحمٰن صاحب)۔

دروس برائے خواتین **ہفتہ وار** قرآن اکیڈمی جھنگ کے خواتین ہال میں ہر بدھ، بوقت سہ پہر درس قرآن کلاس برائے خواتین منعقد ہو رہی ہے جس میں تدریس کی ذمہ داری ناظمہ شعبہ خواتین ادا کر رہی ہیں اور اس سے قریباً 30 خواتین استفادہ کرتی ہیں۔ **ماہانہ** ❶ قرآن اکیڈمی جھنگ کے خواتین ہال میں ہر ماہ کے پہلے منگل (بوقت سہ پہر) خواتین کے لیے تربیتی نشست منعقد ہوتی ہے جس میں خواتین کی حاضری 30 سے 40 کے درمیان ہوتی ہے۔ ❷ خواتین کی دوسری ماہانہ تربیتی نشست ہر ماہ کے پہلے اتوار مدرسہ جنت القرآن للبنات سرکلر روڈ جھنگ سٹی میں منعقد ہوتی ہے جس میں تقریباً 100 خواتین باقاعدگی سے شرکت کرتی ہیں۔ (مدرّس: عبداللہ ابراہیم صاحب)

2 تعلیمی وتربیتی پروگرام

25 روزہ قرآن فہمی کورس قرآن اکیڈمی جھنگ میں پچیس روزہ قرآن فہمی کورس بعنوان ’’پھر سوئے حرم لے چل‘‘ وقفے وقفے سے منعقد کیے جاتے ہیں جس کے نصاب میں مطالعہ قرآن مجید، مطالعہ حدیث، تاریخ اسلام، کلامِ اقبال اور آسان عربی گرائمر شامل ہیں۔اس سال چھ کورس منعقد ہوئے جن میں ایک کورس کل وقتی، جبکہ پانچ کورسز جز وقتی (عصر تا عشاء) تھے۔کل وقتی کورس 09 جنوری تا 05 فروری 2023ء منعقد ہوا جس میں مالاکنڈ ڈویژن اور ملتان سے 13 افراد نے شرکت کی۔ جز وقتی کورسز میں پہلا کورس 16 جولائی تا 05 اگست 2022ء منعقد ہوا، شرکت 7 افراد۔ دوسرا کورس 15 ستمبر تا 08 اکتوبر 2022ء، شرکت 15 افراد۔ تیسرا کورس 28 نومبر تا 20 دسمبر 2022ء شرکت 14 افراد۔ چوتھا کورس 11 فروری تا 04 مارچ 2023ء شرکت 14 افراد۔اور پانچواں کورس 06 جون تا 24 جون 2023ء شرکاء کی تعداد 17۔

آسان عربی کلاس قرآن فہمی کے لیے عربی زبان سے واقفیت بھی ضروری ہے اور اس کے لیے انجمن کے زیر انتظام عربی کلاسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔نومبر 22ء سے قرآن اکیڈمی میں آسان عربی کلاس کا اجرا کیا گیا ہے جس سے 13 طلباء استفادہ کر رہے ہیں۔

شب بیداری جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ صدر میں ہر قمری ماہ کی 27 تاریخ کو شب بیداری کا تربیتی پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔

ناظرہ قرآن مجید کلاس قرآن اکیڈمی کے گرد و نواح کے مقامی بچے اور بچیوں کے لئے ناظرہ قرآن مجید کلاس کا سلسلہ جاری ہے، جس میں تقریباً 20 طلباء اور طالبات پڑھنے آتے ہیں۔

3 رمضان المبارک کی سرگرمیاں

استقبالِ ماہِ رمضان پروگرام استقبالِ ماہِ رمضان المبارک کے سلسلہ میں 7 مارچ سے 21 مارچ 2023ء تک درج ذیل مقامات پر تقاریب منعقد ہوئیں:...... (1) جامع مسجد بلال، سبز منڈی روڈ (حاضری 20 افراد) (2) رہائش گاہ رانا امتیاز احمد صاحب، مدینہ ٹاؤن، بھکر روڈ (حاضری 11 افراد)، (3) رہائش گاہ رانا شہباز صاحب، محلّہ سلطان والا (حاضری 40 افراد) (4) رہائش گاہ جناب ماسٹر ظفر اقبال ظفر (مرحوم) دارالسکینہ روڈ (حاضری 15 افراد)۔ (5) جامع مسجد عبید اللہ۔ محلّہ سلطان والا (حاضری 30 افراد)۔ (6) رہائش گاہ جناب محمد اصغر صاحب کھوکھرا چک، (حاضری 15 افراد)۔

7 جامع مسجد قرآن اکیڈمی، ٹوبہ روڈ (حاضری 40 افراد)۔ 8 رہائش گاہ جناب حاجی محمد منظور انور، سیٹلائٹ ٹاؤن (حاضری 20 افراد)۔ 9 مدرسہ جنت القرآن للبنات، سرکلر روڈ جھنگ سٹی (حاضری 100 خواتین)۔ 10 رہائش گاہ جناب صدیق شہزاد صاحب محلّہ سلطان والا (حاضری 8 افراد)۔ 11 رہائش گاہ جناب سرفراز صاحب، خاکی شاہ روڈ (حاضری 10 افراد)۔ 12 رہائش گاہ ہاشم گلزار صاحب، جھنگ سٹی۔ (حاضری 40 افراد)۔ 13۔ رہائش گاہ مولانا سیف اللہ خالد صاحب۔ (حاضری 40 افراد)۔ 14 رہائش گاہ محمد یوسف صاحب ٹھٹھہ مالا (حاضری 40 افراد)۔ 15 جامع مسجد عائشہ صدیقہ، محلّہ باغوالا۔ (حاضری 10 افراد)۔ 16 خواتین ہال قرآن اکیڈمی جھنگ (حاضری 40 افراد)۔ 17 رہائش گاہ محمد اعظم سیال، گلشن کالونی جھنگ (حاضری 12 افراد)۔

دورۂ ترجمہ القرآن وخلاصہ قرآن ماہِ رمضان میں تراویح کے بعد ترجمہ القرآن کا ایک پروگرام جامع مسجد عبید اللہ جھنگ صدر میں ہوا، جس میں صدرِ انجمن جناب انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب نے پہلے 15 پاروں کا ترجمہ ومختصر تشریح بیان کی۔ دوسرا پروگرام رائل مارکی واقع دارالسکینہ روڈ، نزد ریلوے پھاٹک جھنگ صدر میں ہوا جہاں جناب عبداللہ ابراہیم صاحب نے پہلے 15 پاروں کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی۔ اور تیسرا پروگرام جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ میں ہوا جس میں مفتی عطاء الرحمٰن نے قرآن مجید کے آخری 15 پاروں کا ترجمہ ومختصر تشریح بیان کی۔ اس کے علاوہ مختصر خلاصہ مضامین قرآن کے چند پروگرام بھی منعقد ہوئے۔

4 مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

ماہنامہ حکمت بالغہ الحمدللہ ’حکمت بالغہ‘ رسالہ ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور اہل علم کی طرف سے تحسین کے خطوط بھی موصول ہو رہے ہیں۔

مطبوعات مالی سال جولائی 22 تا جون 23ء میں مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ کے زیر انتظام فروخت ہونے والی کتب کی مالیت تقریباً 95 ہزار روپے رہی۔

5 متفرقات

الہدیٰ لائبریری قرآن اکیڈمی جھنگ میں لائبریری قائم ہے جس میں تفاسیر، حدیث، سیرت اور دیگر علوم وفنون کی کتب اور آڈیو ویڈیو مواد برائے مطالعہ دستیاب ہے اور مکتبہ کی کتب اور ماہنامہ حکمت بالغہ کے تبادلہ میں 50 سے زائد رسائل وجرائد موصول ہوتے ہیں۔

دار المطالعہ قرآن اکیڈمی کی بلڈنگ کی بیرونی کونے میں قائم ’دار المطالعہ‘ میں دینی کتب، اسلامی

لٹریچر، کتابچے، رسائل، اخبار اور دیگر لوازمات مہیا کیے گئے ہیں اور ایک LED بھی لگا دی گئی ہے۔ لوگوں کی سہولت کے لیے اس کمرہ میں AC بھی لگایا گیا ہے۔ دار المطالعہ کے اوقات عصر تا عشاء ہیں۔

کلاس روم قرآن اکیڈمی میں منعقد ہونے والے تعلیمی کورسز کے لیے ایک کمرہ کلاس روم کے طور پر مختص کیا گیا ہے جس میں وائٹ بورڈ، ساؤنڈ سسٹم اور ائیر کنڈیشن کی سہولت مہیا کر دی گئی ہے۔

سولر سسٹم اور نیٹ میٹرنگ اکیڈمی میں اس سال سولر سسٹم انسٹال کر لیا گیا ہے اور نیٹ میٹرنگ کی درخواست بھی واپڈا کو جمع کروا دی گئی ہے۔

تحفظ قرآن قرآن اکیڈمی جھنگ میں مقدس اوراق اور شہید قرآن پاک کو جمع کر کے ایک کمرے میں سٹور کر لیا جاتا ہے، پھر کسی ریسائیکلنگ فیکٹری یا معتبر ادارے کو بھجوا دیا جاتا ہے، اس سال بھی دو ٹرک روانہ کیے۔

تقسیم الکتاب قرآن فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں 700/1100 یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کو قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تفسیر ’الکتاب‘ کا تحفہ دیا جاتا ہے۔ جھنگ اور گردونواح میں یہ ذمہ داری انجمن جھنگ ادا کر رہی ہے۔ اس سال مورخہ 15 مارچ کو گورنمنٹ گریجویٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن کے 10 طلباء میں اور مورخہ 22 مارچ کو گورنمنٹ گریجوایٹ کالج آدھیوال کے 12 طلباء میں باقاعدہ تقریب منعقد کر کے ’الکتاب‘ تقسیم کی گئی۔

اہل علم اور مقتدر حضرات سے رابطہ ناظم اعلیٰ انجمن جناب عبد المجید کھوکھر صاحب نے انجمن کے رکن شوریٰ جناب حاجی منظور انور صاحب کے ساتھ مل کر شہر کے سرکاری افسران، اہل علم حضرات، سکول اور کالجز کے اساتذہ کرام، تاجر اور پرائیویٹ اداروں میں ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں میں ان حضرات کو قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مہمانان کی آمد قرآن اکیڈمی جھنگ کے وزٹ کے لیے اہل علم حضرات تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اس عرصہ کے دوران جناب ڈاکٹر محمد زین العابدین صاحب آف جھنگ، جناب ڈاکٹر خواجہ حامد بن جمیل صاحب آف فیصل آباد، پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف خان صاحب آف میرپور (آزاد کشمیر)، جناب عبد المتین اخونزادہ صاحب آف کوئٹہ، جناب محمد اختر ضیاء صاحب آف گوجرہ، جناب قاری عبد المالک کاکڑ صاحب آف کوئٹہ، انجینئر ذوالقرنین عباس لک صاحب آف جھنگ اور جناب محمد خالد صاحب آف آسٹریلیا اور جناب محمد الیاس صاحب، مرکز تنظیم اسلامی پاکستان لاہور تشریف لائے اور ’وزٹر بک‘ میں اپنے تاثرات بھی درج کیے۔

فِیْ مَدْحِ النَّبِیِّ

صلی اللہ علیہ وسلم

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ

آپ ﷺ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے نہیں جنا

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

گویا آپ ﷺ اس طرح پیدا کیے گئے جیسے آپ نے چاہا

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پر تضمین

از انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم

فِیْ مَدْحِ النَّبِیِّ

زیں کہکشاں تا لا مکاں [1]

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

ہمہ نور [2] کرد ایں خاکداں

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

خُلُقش [3] ہے قرآن گشت

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

با رب [4] چوں باشی ہم زباں

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

1 النجم 09:53 ۔ 2 المائدۃ 15:05۔

3 مسند احمد، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

4 الاحزاب 56:33

فکرِ فاروقیؒ

اللہ تعالیٰ نے جو نبی اور رسول علیہم السلام بھیجے ان کی تعداد کے بارے میں مشہور روایت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے، جن میں سے 313 رسول تھے۔ ان نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دور کے مطابق وحی کے ذریعے تعلیمات دیں تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔ دنیا نے ترقی کی اور لکھنا پڑھنا سیکھا پھر کاغذ ایجاد ہو گیا اللہ تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنے پیغمبروں کو کتابیں دیں تاکہ ہدایت تادیر محفوظ رہ سکے اور یہ کتابیں چار تھیں: تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید۔ پیغمبروں میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے پیغمبر تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر تھے ہم مسلمان اس آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے اور پیروکار ہیں۔ ہر آنے والے پیغمبر نے سابقہ پیغمبروں کی تصدیق فرمائی اور سابقہ کتابوں کی بھی۔ نیز ہر آنے والے نبی نے ایک بڑے اور آخری پیغمبر کی خوش خبری دی جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سابقہ کتب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق فرمائی اور ختم نبوت (و رسالت) کا اعلان فرما دیا گویا آسمانی وحی کا دروازہ بند ہو گیا۔ اعلانِ ختم نبوت کے نتیجے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین اور اکمل ترین نبی اور رسول قرار پائے اور قرآن مجید انسانوں کے نام اللہ تعالیٰ کی آخری ہدایت، مکمل ہدایت اور قیامت تک کے لیے ہدایت قرار پائی۔

قرآن مجید کی آیات کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے ایک منفرد شان ہے اور وہ ایسی انقلابی شان ہے کہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ آپ کے ہاتھوں دین اسلام کا غلبہ ہوا اور سابقہ آسمانی کتب اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات ——— قرآن مجید اور آپ کی احادیث کے ذریعے آخری شکل میں دنیا کو عطا ہوئیں، ختم نبوت کے نتیجے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب قیامت تک کے لیے نبی ہیں اور قرآن مجید قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے نام آخری پیغام ہے۔ (حکمت بالغہ اگست 2010ء)